*JIHĀT-UL-ISLĀM*
*Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022*

**OPEN ACCESS**
***JIHĀT-UL-ISLĀM***
**pISSN: 1998-4472**
**eISSN: 2521-425X**
**www.jihat-ul-islam.com.pk**

# اسلامی مالیات میں اشتراطِ عقد فی عقد کا فقہی مطالعہ

## *A Juristic Study of the Concept of Contingency Between the Contracts in Islamic Finance*

***Dr. Muhammad Abubakar Siddique****
Lecturer/Chairman, School of Islamic Banking and Finance,
IIIE, International Islamic University Islamabad
***Dr. Saeed Ahmad*****
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore

***ABSTRACT***

*In the modern capitalist financial system, Islamic banking is currently facing the challenge of product innovation. On the contrary to its conventional counterpart, Islamic banking and financial institutions are bound to obey Shariah principles as per the prudential regulation of the state bank of Pakistan. Islamic financial engineers, usually, design and develop a new product by combining two or more financial contracts which sometimes involves contingency between the contracts. Islamic financial law does not allow contingency between contracts. The objective of this paper is to explain the situation of contingency between the contracts and differentiate it from the situation that is termed a combination of contracts. This paper explains the concept of conditions (shurut) under the principles of four juristic schools and develops a summary that guides and support Islamic financial engineers in designing new Islamic banking and financial product without indulging the product in a state that is known as contingency between the contracts.*

**Keywords:** *Islamic banking, Islamic financial engineers, contingency between the contracts, combination of contracts, Shurūṭ*

## تمہید

جدید سرمایہ دارانہ مالیاتی نظام میں اس وقت اسلامی بنکاری کو نئی پروڈکٹ کے متعارف کرانے کا چیلنج درپیش ہے۔ سودی بینکاری نظام کے برعکس اسلامی بینکاری نظام پر یہ پابندی بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے تمام آپریشنز، اشیاء اور خدمات کو ترتیب دینے میں شرعی اصولوں کی پاسداری کرے گا۔ سودی نظام چونکہ شرعی اصولوں کا پابند نہیں اس لئے وہ روز بروز نت نئی پروڈکٹ متعارف کراتے رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی سوائے دھوکے کے کچھ نہیں، کیونکہ سودی نظام کی تمام پروڈکٹس صرف اور صرف

CC BY

سودی قرض کے عقد پر مشتمل ہوتی ہیں اور وہ اسی ایک عقد کو ہی گھما پھرا کر اُسے نئی پروڈکٹ کے نام سے لانچ کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی بینک اپنی پروڈکٹس کو مختلف عقود جیسے مشارکہ، مضاربہ، سلم، استصناع، مرابحہ، مساومہ وغیرہ کی بنیاد پر لانچ کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو حقیقی معنوں میں نئی پروڈکٹ وہی ہوتی ہے جو اصول وضوابط میں بھی پہلی پروڈکٹس سے مختلف ہوں۔ اسلامی مالیات میں نئی پروڈکٹس کی ڈیزائننگ میں مختلف عقود کو ایک ساتھ جمع کیا جاتا ہے جیسے مرابحہ للآمر بالشراء جو وعدہ، وکالہ، اور بیع مرابحہ مؤجل پر مشتمل ایک اسلامی بینکاری کی پروڈکٹ ہے۔ نئی پروڈکٹ کی ڈیزائننگ میں اجتماع العقود کے شرعی اصولوں کا خاص طور پر خیال رکھنا پڑتا ہے۔ ان اصولوں پر ڈاکٹر محمد ابو بکر صدیق اور ڈاکٹر سید عبد الرحمن شاہ (۲۰۲۱) نے بڑی وضاحت سے مقالہ لکھا ہے۔ مزید اس حوالے سے ایوفی کے معاییر شرعیہ میں باقاعدہ ایک معیار بھی شامل کیا گیا ہے۔ البتہ اسلامی بینکاری کی نئی پروڈکٹس کی ڈیزائننگ میں اجتماع العقود کے ساتھ ساتھ ایک اور فقہی تصور بھی بہت اہم ہے جسے سمجھنا انتہائی لازمی ہے اور وہ اشتراطِ عقد فی عقد کا تصور ہے یعنی ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ ایسے جمع کرنا کہ وہ ایک دوسرے ساتھ اس طرح مشروط ہو جائیں کہ ایک عقد کے ہونے یا نہ ہونے پر دوسرے عقد کا ہونا یا نہ ہونا منحصر ہو۔ اجتماع العقود اور اشتراط عقد فی عقد دونوں ایسے تصور ہیں کہ جن میں فرق کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اول الذکر جائز ہے اور آخر الذکر شرعاً ناجائز ہے۔ اگر اسلامی بینک کی کوئی پروڈکٹ آخر الذکر پر ڈیزائن ہو جائے تو وہ بھی ناجائز ہو کر اسلامی بینکاری نظام کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ الغرض اجتماع العقود کے ساتھ اشتراط العقد فی العقد کا تصور بھی موجود رہتا ہے جو مالیاتی معاملات کے مبتدی محقق کو التباس میں ڈال دیتا ہے۔ اس لیے اجتماع العقود اور اشتراط العقد فی العقد دونوں تصور انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس آرٹیکل کا بنیادی مقصد ان دونوں تصورات میں تفریق کرتے ہوئے مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں اشتراط عقد فی عقد کی وضاحت کرنا ہے۔ یہ مقالہ اسلامی مالیاتی اداروں کے مالیاتی مہندسین (Financial Engineers) کے لیے ایسے رہنما اصول فراہم کرتا ہے کہ جس سے اُن کے لئے اجتماع العقود اور اشتراطِ عقد فی عقد کے تصورات میں فرق کرنا آسان ہو جائے گا اور اس طرح وہ مالیاتی اداروں کی مالیاتی پروڈکٹ کی ڈیزائننگ میں شرعی اصولوں کی خلاف ورزی سے محفوظ رہ سکیں گے۔

## عقود اور شروط سے متعلق احادیث

اس موضوع کی اہمیت واضح کرنے کے لئے سب سے پہلے اُن احادیث کا بیان ضروری ہے جن میں شرائطِ عقود سے متعلق تنبیہات وارد ہوئی ہیں۔ تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ یہ معاملہ سنت رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہے۔

1 حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا۔ امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے اِسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔[1] اس حدیث کو امام مالکؒ (۱۷۹ھ) نے اپنی مؤطا میں[2]، امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (۲۷۹ھ)[3]، امام نسائیؒ (۳۰۳ھ)[4]، امام ابن حبانؒ (۳۵۴ھ)[5] اور امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ)[6] نے بھی اِسے روایت کیا ہے۔ امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) نے اسے صحیح حسن کہا ہے۔[7]

2 حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے ایک سودے میں دو سودے کیے تو فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا یعنی اس کا سودا وہی ہے جو کم قیمت والا ہو گا ورنہ پھر وہ (زیادتی والا سودا) رِبا شمار ہو گا۔ امام ابو داودؒ (۲۷۵ھ) نے اِسے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔[۸] امام ابن حبانؒ (۳۵۴ھ)[۹] امام حاکمؒ (۴۰۵ھ)[۱۰] اور امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ)[۱۱]، نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام حاکم (۴۰۵ھ) اسے امام مسلم (۲۶۱ھ) کی شرائط پر قرار دیتے ہیں، اگرچہ انہوں نے اسے نقل نہیں کیا۔[۱۲]

3 حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے ایک ہی سودے میں دو سودے کرنے، نقصان کی ذمہ داری کے بغیر نفع لینے، اور بیع و قرض کے جمع کرنے سے منع فرمایا۔ امام اسماعیل بن جعفرؒ (۱۸۰ھ) نے اسے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔[۱۳]

4 حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرض اور بیع کو [جمع کرنا]، اور ایک بیع میں دو شرطیں لگانا، نقصان کی ذمہ داری کے بغیر نفع لینا اور غیر مملوکہ چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے اسے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے۔[۱۴] امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (۲۷۹ھ) نے اسے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کہا ہے۔[۱۵] امام ابو داودؒ (۲۷۵ھ)[۱۶]، امام نسائیؒ (۳۰۳ھ)[۱۷]، اور امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ)[۱۸] نے بھی روایت کیا ہے۔

5 حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع کیا، اور فرمایا ایسی بیع باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے۔ امام طبرانیؒ (۳۶۰ھ) نے اسے اپنی معجم الاوسط میں ذکر کیا ہے۔[۱۹] امام حاکمؒ (۴۰۵ھ) نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔[۲۰]

6 امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت نقل کرتے ہیں: حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے: رسول اکرم ﷺ نے بیع اور قرض کو جمع کرنے، اور ایک سودے میں دو سودے کرنے اور غیر مملوکہ چیز کی فروخت سے منع فرمایا۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ نقصان کی ذمہ داری نہ ہو وہ نفع حرام ہے۔[۲۱]

7 امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں: حضرت عبد الرحمنؓ اپنے والد حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع فرمایا۔[۲۲] امام ابو بکر احمد البزارؒ (۲۹۲ھ)[۲۳]، اور امام ابو سعید الشاشیؒ (۳۳۵ھ)[۲۴] نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

8 امام عبد الرزاق الصنعانیؒ (۲۱۱ھ) حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: (الصَّفْقَتَانِ فِي الصَّفْقَةِ رِبَا) ایک سودے میں دو سودوں کا معاملہ ربا ہے۔[۲۵] ابو بکر بن ابی شیبہؒ (۲۳۵ھ)[۲۶]، امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ)[۲۷]، امام ابو بکر احمد البزار (۲۹۲ھ)[۲۸]، امام مروزیؒ (۲۹۴ھ)[۲۹] بھی حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے اسی طرح کی ملتی جلتی روایت نقل کرتے ہیں۔

ان مندرجہ بالا احادیث کے عربی متن میں جو الفاظ مکرر استعمال ہوئے وہ یہ ہیں: الصَّفْقَتَانِ فِي الصَّفْقَةِ (ایک سودے میں دو سودے) اور بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ (ایک عقدِ بیع میں دو عقدِ بیع)۔ اکثر شارحین جیسے حدیث امام شوکانیؒ (۱۲۵۵ھ)[۳۰]، ابن عبد البرؒ (۴۶۳ھ)[۳۱]، علامہ مبارکپوریؒ (۱۳۵۳ھ)[۳۲]، کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اِن اصطلاحات کو ہم معنیٰ گردانتے ہیں۔ جبکہ امام ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ) کے نزدیک بیع کا لفظ خاص ہے، جبکہ صفقہ کا لفظ عام ہے اور بیع کو شامل ہے۔ اسی لیے وہ اس کا اطلاق بیع کے علاوہ دیگر عقود پر بھی کرتے ہیں جیسے اجارہ، اعارہ، رہن وغیرہ۔[۳۳] تاہم یہ بات مسلم ہے کہ یہ احادیث حضور نبی کرم ﷺ سے کثرت سے روایت کی گئی ہیں۔

## فقہا اور محدثین کی نظر میں مندرجہ بالا احادیث کے معانی

فقہا نے اِن احادیث کے مختلف معانی بیان کیے ہیں، جن کے مطابق انہوں نے متعلقہ عقود پر احکام مرتب کیے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں: بعض اہل علم کے نزدیک "ایک عقدِ بیع میں دو عقدِ بیع کی ممانعت" کا معنی یہ ہے: فروخت کنندہ خریدار سے کہے کہ میں یہ کپڑا تمہیں نقد دس دراہم اور ادھار ادائیگی کی صورت میں بیس دراہم میں فروخت کرتا ہوں۔ اور پھر کسی ایک قیمت پر اتفاق کرنے سے قبل فریقین الگ نہ ہوں۔ اگر فریقین کے الگ ہونے سے پہلے کسی ایک بیع پر اتفاق ہو گیا تو اب یہ عقد جائز ہو گا اور اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اب معاملہ کسی ایک بیع پر طے ہو گیا ہے۔[۳۴] احناف میں قاضی ابو بکر جصاصؒ (۳۷۰ھ)[۳۵]، امام کاسانیؒ (۵۸۷ھ)[۳۶]، امام ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ)[۳۷] کا یہی موقف ہے۔ احناف کے علاوہ مالکیہ کی مشہور رائے یہی ہے۔[۳۸] شوافع اس سے دو معانی مراد لیتے ہیں، جن میں سے ایک معنی یہی ہے۔[۳۹] اور حنابلہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔[۴۰]

2 امام مالکؒ (۱۷۹ھ) کا ایک قول یہ ہے: ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم فلاں چیز نقد خرید و تاکہ میں تم سے ادھار پر وہ چیز خرید لوں۔[۴۱]

3 احناف کا مشہور قول یہ ہے کہ ان احادیث سے دو ایسے عقود کی ممانعت مراد ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوں جیسے بائع خریدار سے کہے: میں تمہیں اپنا گھر اتنی قیمت کے عوض اس شرط پر بیچوں گا کہ تم مجھے اپنا گھر اِس قیمت پر فروخت کرو گے، یا اتنے کرایہ کے بدلے اِجارہ پر دو گے۔[۴۲] حنابلہ کا بھی یہی مشہور موقف ہے۔[۴۳] شوافع کا دوسرا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔[۴۴]

4 سنن ابو داود والی مندرجہ بالا روایت کی وضاحت میں امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں: امام سلیمان بن الاشعثؒ کی کتاب میں اس حدیث کی تشریح سے متعلق میں نے جو مطالعہ کیا ہے اُس سے ایسے لگتا ہے جیسے یہ حدیث "کسی عینی چیز کے بارے میں ایک فیصلے کے طور پر وارد ہوئی ہے"۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے ایک دینار کے بدلے ایک ماہ کی مہلت پر ایک قفیز گندم میں بیع سلم کا عقد کر لیا۔ ایک ماہ کی مدت گزرنے پر جب خریدار نے گندم کا مطالبہ کیا تو فروخت کنندہ نے

کہا: میں نے جو گندم تمہیں دینی ہے تم وہ گندم مجھے دوماہ کی مہلت پر فروخت کر دو، تو یہ دوسری بیع ہے جو پہلی بیع پر داخل ہوئی ہے۔اس طرح یہ ایک سودے میں دو سودے ہوجائیں گے جنہیں ان دونوں میں سے کم قیمت والے سودے کی طرف پھیرا جائے گا اور وہ پہلا سودا ہو گا۔لہذا اگر انہوں نے پہلا سودا کالعدم کرنے سے پہلے دوسرا سودا کر لیا تو وہ ربا کا ارتکاب کرنے والے ہوں گے۔[45] کیونکہ اس صورت میں در حقیقت دائن اپنے دَین پر نفع کمار ہاہے، اس لیے یہ ربا ہے، اور اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ صرف اُسی بیع کو درست قرار دیا جائے جس میں قیمت کم ہو اور وہ یقیناپہلا عقد ہی ہوتا ہے۔

5 علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ)[46] اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ)[47] کے نزدیک ان احادیث سے بیع عینہ[48] سے نہی مراد ہے۔

6 علامہ بدرالدین عینی حنفیؒ (۸۵۵ھ) کہتے ہیں بیع وسلف سے مراد یہ ہے: فروخت کنندہ خریدار سے کہے کہ میں تمہیں یہ چیز اس شرط پر بیچوں گا کہ تم مجھے اتنا قرض دو گے۔[49] بیع وسلف کے اجتماع پر یہ نہی مطلق نہیں ہے۔امام ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ) کہتے ہیں: یہ نہی قرضے کی شرط پر بیع سے متعلق وارد ہوئی ہے۔[50] اوراس کے عدم جواز پر تمام فقہا کا اتفاق ہے۔

7 الکحلانی (۱۱۲۲ھ) بیع وشرط یا ایک بیع میں دو شرطوں کے بارے میں تین طرح کے معانی بیان کرتے ہیں۔اول: میں یہ چیز تمہیں نقد دس دراہم اور ادھار ادائیگی کی صورت میں بیس دراہم میں فروخت کرتا ہوں۔ دوم: بائع مشتری سے کہے کہ چیز خریدنے کے بعد وہ نہ تو اُسے فروخت کرے گا اور نہ ہی کسی کو ہبہ کرے گا۔[51] اور تیسرا معنی وہ ہے جو اوپر امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) نے سنن ابو داود کی حدیث کی تشریح میں ذکر کیا ہے۔[52]

نقد اور ادھار دو الگ الگ قیمتوں کے معاملے پر غور کیا جائے تو یہ معاملہ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ کی نسبت ایک مبیع کی دو قیمتوں کے مابین کسی ایک قیمت کے اختیار کا مسئلہ زیادہ لگتا ہے، جیسے علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں: اس جگہ دو سودوں کا تصور نہیں ہے، بلکہ یہ دو قیمتوں کے بدلے ایک ہی سودا ہے۔[53] اس صورت میں اگر فریقین کسی بھی قیمت کا تعین کیے بغیر الگ ہو جاتے ہیں تومفضی الی النزاع صورت ہونے کی بدولت یہ معاملہ خود بخود ناجائز قرار پاتا ہے۔اسی طرح سنن ابو داود کی روایت میں فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا کے الفاظ مزید واضح کرتے ہیں کہ اس سے مراد ایک خاص قسم کی صورت تھی جو ربا کا سبب بن رہی تھی جس کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اسے منع فرمایا، اور مصنف عبد الرزاق کی حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے موقوف روایت: الصَّفْقَتَانِ فِي الصَّفْقَةِ رِبًا اس موقف کو اور زیادہ تقویت دیتی ہے۔ لیکن یہ معنی اپنی جگہ اہم ہے، کیوں کہ یہ معنی صحابہ کرامؓ اور ان لوگوں سے مروی ہے، جو حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک مجلس نبوت کے پرورده تھے۔یا پھر اُس مبارک عہد کے قریب تھے، اور یہی وہ چیز ہے جو اہل محبت کو اپنے عقل کے گھوڑے دوڑانے سے منع کرتی ہے۔

اسی طرح اِن احادیث سے دوسرا معنی مراد لینا بھی مناسب نہیں ہے، کیونکہ اگر دو عقود یکے بعد دیگرے اس طرح منعقد ہوں کہ ایک عقد کے ختم ہونے کے بعد دوسرا عقد کیا جائے گا تو اس کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور ایسے سودے عرفِ عام میں متعارف ہیں۔اور اگر وہ دو عقود ایک ساتھ منعقد کریں گے، تو اس کے لیے حدیث لا تبع ما ليس عندك[54] مانع موجود

ہے۔ کیونکہ خریدنے کا آرڈر دینے والا ایسی چیز کیسے خریدے گا جو ابھی بائع کے پاس موجود ہی نہیں ہے۔ اس لیے بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ سے یہ معنی مراد لینا محل نظر ہے۔

اس ساری بحث کے بعد آخری تین معانی کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ فہم کے زیادہ قریب ہیں۔ احناف کا موقف اس لیے کہ دو عقود کو شرطاً ایک دوسرے میں داخل کرنا ایک عقد میں دو عقد کرنا ہی ہے، جو قیاس کی رو سے بھی منع ہونا چاہیے۔ کیونکہ عقود کے بارے میں شریعت کا منشا اُن کی تکمیل ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے ہر اُس عنصر کو منع کر دیا جو عقد کی تکمیل میں کسی قسم کے شک و شبہ کا باعث بنے، جیسے شروط فاسدہ، شروط باطلہ، غرر اور دھوکہ وغیرہ۔ ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ مشروط کرنا اُس عقد کی تکمیل کو مشکوک کرتا ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ مشروط عقد نامکمل رہ جائے تو اُس کی وجہ سے دوسرے عقد کی تکمیل کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا، جس کا حتمی نتیجہ بالآخر فریقین کے مابین نزاع کی صورت میں نکلے گا۔ آخری دو معانی اس لیے فہم کے زیادہ قریب ہیں کہ اگر دو عقود کا اجتماع ربا کا سبب بن رہا ہو تو وہ ممنوع ہونے چاہییں تاکہ افراد ایسے عقود کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ جیسے گناہ کے مرتکب نہ ہوں۔

## اشتراطُ العقدِ فی العقد

فقہا کے نزدیک اشتراط العقد فی العقد کا مطلب ہے: دو یا دو سے زیادہ عقود کو اس طرح جمع کرنا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مشروط ہوں کہ ایک عقد کے نہ ہونے سے دوسرا عقد بھی نہ ہو۔ اشتراط العقد فی العقد کو بنیادی طور پر پانچ طرح کی اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: **(۱) عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کو مشروط کرنا**؛ (۲) عقدِ معاوضہ کے ساتھ قرض کو مشروط کرنا؛ **(۳) عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقودِ تبرّعات کو مشروط کرنا**؛ (۴) عقود تبرّعات کو عقود تبرّعات کے ساتھ مشروط کرنا اور (۵) عقودِ تبرّعات کو عقود معاوضات کے ساتھ مشروط کرنا۔ دوسری قسم کی شرط پر واضح نصوص ہونے کی بدولت اُس کے عدم جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ جبکہ مؤخر الذکر دو صورتیں چونکہ جدید مالیاتی معاملات سے متعلق نہیں ہیں، اس لیے وہ یہاں زیر بحث نہیں۔ اس لیے یہاں پر صرف پہلی اور تیسری اقسام سے متعلق بحث ہو گی۔

اِن اقسام کی تفصیل میں جانے سے قبل شروط کی پہچان سے متعلق اُن بنیادی اصولوں کا جاننا ضروری ہے جن کی بنیاد پر فقہی مذاہب میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ شروط کی پہچان سے متعلق ہر مذہب کے چند اصول ہیں جن کا یہاں پر خلاصہ ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ آگے کی بحث کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

### شروط سے متعلق حنفی اور شافعی اصول

شروط کے بارے میں احناف اور شوافع کے اصول تقریباً ایک ہی ہیں۔ صرف تھوڑا سا فرق ہے۔ جہاں شوافع کا اختلاف واقع ہے وہاں اس کا ذکر کر دیا جائے گا۔ احناف کا موقف ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیع و شرط سے منع کیا ہے۔ تاہم احناف کے نزدیک ہر بیع و شرط والا معاملہ ممنوع نہیں ہے۔ اس لیے فقہ حنفی میں شرائط کی صحت اور فساد کی پہچان کے لیے چار بنیادی اصول مقرر کیے گئے ہیں اور ہر ایک سے متعلق حکم بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے فقہا احناف نے جو بحث کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

**پہلا اصول:** اگر شرط مقتضائے عقد ہو، تو اس صورت میں عقد اور شرط دونوں جائز ہوں گے۔[۵۵] شرط کے مقتضائے عقد ہونے کا معنی یہ ہے: وہ شرط ایسی ہو جس کا ذکر کیے بغیر ہی وہ خود بخود عقد کے ساتھ واجب ہو جائے۔[۵۶] مثال: جیسے بائع مشتری سے کہے:

وہ اس وقت تک مبیع حوالے نہیں کرے گا جب تک اسے قیمت نہیں مل جاتی۔ تو یہ مبیع کو روکے رکھنے کی شرط مقتضائے عقد ہے۔ یہاں شرط صفقہ یا عقد کی صورت میں نہیں ہے۔

**دوسرا اصول:** اگر مذکورہ شرط مقتضائے عقد تو نہ ہو لیکن عقد کی تکمیل کا سبب بن رہی ہو تو اس صورت میں بھی عقد اور شرط دونوں جائز ہوں گے۔ کتب فقہ میں ایسی شرط کو ملائم العقد کہا جاتا ہے، جیسے بیع کے وقت بائع مشتری سے کہے: میں اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ تم کوئی چیز میرے پاس گروی رکھو، یا کوئی کفیل لاؤ جو تمہاری طرف سے مقررہ وقت پر قیمت کی ادائیگی کی ضمانت دے۔[۵۷] اس جگہ رہن یا کفالت کی شرط عقدِ تبرع کی صورت میں ہے۔ کیونکہ رہن اور کفالت میں عوض نہیں ہوتا۔ نیز یہ شرط مفیدِ عقد ہے کہ اُس کی تکمیل کا ایک سبب بنتی ہے۔

**تیسرا اصول:** اگر عقد میں ذکر کی گئی شرط نہ تو مقتضائے عقد ہو اور نہ ہی ملائم العقد ہو، لیکن وہ معاشرے کے تجارتی معاملات میں متعارف ہو اور اس پر لوگوں کا تعامل ہو۔ احناف کے نزدیک یہ شرط قیاس کے خلاف ہے لیکن وہ اسے استحسانا جائز قرار دیتے ہیں۔[۵۸] جیسے چیز خریدتے وقت ایک سال کی گارنٹی کی شرط[۵۹] جو نہ تو مقتضائے عقد ہے اور نہ ہی ملائم العقد۔ البتہ اس وقت معاشرے کے تجارتی معاملات میں اس کا رواج و تعامل ضرور پایا جاتا ہے اور اس حد تک زیادہ مروّج ہے کہ شاید ہی کوئی ایسی چیز ہو جس پر گارنٹی نہ دی جاتی ہو۔ جبکہ شوافع کے نزدیک شرط خواہ متعارف ہی کیوں نہ ہو وہ ناجائز رہے گی۔[۶۰] اس شرط پر غور کرنے سے یہ واضح ہوتا ہے یہاں پر بھی شرط عقد تبرع بن رہی ہے، کیونکہ گارنٹی درحقیقت کفالہ کی ہی قسم ہے، تاہم یہ شرط مفیدِ عقد ہے کہ اُس کی تکمیل کا ایک سبب بن رہی ہے۔

**چوتھا اصول:** شرط جو مندرجہ بالا تین اقسام میں سے نہ ہو، اور نہ ہی اس کا عرف و تعامل ہو، لیکن وہ مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے ہو؛

**پہلی صورت:** وہ شرط کسی فریق یا معقود علیہ کے لیے مفید تو نہ ہو، لیکن کسی فریق کے لیے مضر ہو، تو وہ شرط بذات خود لغو چلی جاتی ہے لیکن عقد درست رہتا ہے۔ جیسے بائع یہ شرط لگائے کہ مشتری چیز خریدنے کے بعد اُسے آگے فروخت یا ہبہ نہیں کرے گا۔ ان صورتوں میں شرط عقد پر اثر انداز ہوئے بغیر خود باطل ہو جاتی ہے۔[۶۱] یا کوئی آدمی اس شرط پر چیز خریدے کو وہ اسے خریدنے کے بعد فروخت کر دے گا۔ تو اس صورت میں خریدنے کا عقد درست اور دوبارہ بیچنے کی شرط لغو چلی جائے گی۔[۶۲] پہلی مثال میں شرط عقدِ معاوضہ بنتی ہے اور دوسری مثال میں تصرف سے ممانعت کی شرط ہے۔

**دوسری صورت:** وہ شرط کسی فریق یا معقود علیہ کے لیے مفید ہو، تو اس صورت میں وہ شرط اور بیع دونوں فاسد ہو جاتے ہیں۔ علامہ مرغینانیؒ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں: اگر کسی نے غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع ایک ماہ تک اُس سے خدمت لے گا یا گھر اس شرط پر بیچا کہ وہ خود اس میں ایک ماہ تک رہے گا، یا اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسے چند درہم قرض دے گا، یا اس شرط پر بیچا کہ مشتری بائع کو تحفہ دے گا، یا بائع مشتری سے کہے: میں تمہیں اپنا گھر اس شرط پر فروخت کروں گا کہ تم اپنا گھر مجھے فروخت کرو گے۔ یا موجر کہے: میں تمہیں اپنا گھر اجارے پر اِس شرط پر دوں گا کہ تم اس کی مرمت بھی کراؤ گے۔[۶۳] تو ایسی بیع اور اجارہ فاسد ہوں گے، کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس میں بائع یا موجر کا فائدہ ہے۔[۶۴] اس بارے میں احناف[۶۵] اور

شوافع[66] کا موقف ایک ہے۔اس صورت میں شرط یا تو عقدِ تبرع (قرض / تحفہ) ہے یا پھر عقدِ معاوضہ لیکن ہر دو صورتوں میں شرط اور عقد دونوں فاسد ہو جاتے ہیں۔

**تیسری صورت:** یہ صورت علامہ عینیؒ (۸۵۵ھ) نے بیان کی ہے کہ وہ شرط فریقین یا معقود علیہ کے علاوہ کسی تیسرے اجنبی فریق کے لیے مفید ہو، جیسے اس شرط پر بیع کرنا کہ مشتری کسی غیر شخص کو قرض دے گا۔[67] حالانکہ دیکھا جائے تو یہ مثال اس صورت کے لیے موزوں نہیں ہے، کیونکہ یہ صورت بیع وسلف کی وجہ سے تو ویسے ہی ناجائز ہے۔اس صورت کے لیے مناسب مثال یہ ہو سکتی ہے، جیسے اس شرط پر بیع کرنا کہ مشتری کسی تیسرے فریق کو ہدیہ دے گا۔

## شروط سے متعلق مالکی اصول

مالکی مذہب میں احناف اور شوافع کی نسبت شروط کے بارے میں زیادہ لچک پائی جاتی ہے۔علامہ ابن رشد (۵۹۵ھ)[68]، علامہ الخرشی المالکی (۱۱۰۱ھ)[69]، علامہ النفراوی المالکی (۱۱۲۶ھ)[70]، علامہ العدوی المالکیؒ (۱۱۸۹ھ)[71] اور علامہ دسوقی مالکیؒ (۱۲۳۰ھ)[72] نے شروط پر جو بحث کی ہے، اس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔مالکیہ کے ہاں بھی شرائط کی صحت اور فساد کی پہچان کے لیے پانچ بنیادی اصول ہیں، جو احناف و شوافع کے اصولوں سے قدرے مختلف ہیں۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. احناف اور شوافع کی طرح مالکیہ بھی اس شرط کی صحت کے قائل ہیں جو مقتضائے عقد ہو، ملائم العقد ہو، یا متعارف و متعامل ہو۔[73]
2. مالکیہ کے نزدیک جو شرط مقتضائے عقد کے منافی ہو فاسد ہے، جیسے بائع مشتری پر یہ شرط لگائے کہ وہ مبیع کو خریدنے کے بعد اُس میں تصرف نہیں کرے گا، جیسے وہ اُسے فروخت نہیں کرے گا۔اس میں شرط عقد کی صورت میں نہیں ہے۔
3. مالکیہ اس شرط کو بھی فاسد قرار دیتے ہیں جو ثمن میں خلل اور جہالت کا سبب بن رہی ہو، اسے مخل بالثمن کہا جاتا ہے۔ جیسے بیع الثنیا جسے احناف بیع بالوفاء کہتے ہیں، جیسے بائع مشتری سے کہے: میں جب بھی مبیع کی قیمت واپس ادا کروں گا، تو تم وہ مبیع مجھے واپس فروخت کروگے۔مالکیہ کے نزدیک یہ شرط فاسد ہے، کیونکہ مبیع کے ساتھ مستقبل میں قیمت کی ادائیگی کی جو شرط لگائی گئی ہے اس سے مبیع کی قیمت میں خلل اور جہل واقع ہو گیا ہے، ممکن ہے کہ مستقبل میں جب وہ قیمت ادا کرے اُس وقت مبیع کی قیمت زیادہ ہو چکی ہو یا کم ہو چکی ہو۔لہذا مبیع واپس کرنے کی شرط لگانے کا نتیجہ مبیع کی قیمت میں جہل کی صورت نکل رہا ہے، جسے مخل بالثمن کہا جاتا ہے۔اس صورت میں شرط اور عقد دونوں فاسد ہو جاتے ہیں۔اس جگہ شرط عقدِ معاوضہ کی صورت اختیار کرتی ہے۔
4. مالکیہ اُس شرط کو صحیح تصور کرتے ہیں جو نہ تو مقتضائے عقد ہو اور نہ ہی مخل بالثمن ہو۔لیکن اس میں نیکی اور احسان کا پہلو ہو، یا کسی فریق کی منفعت ہو یا کسی فریق کے حق کی ضمانت کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے بائع مشتری پر یہ شرط لگائے کہ وہ اس شرط پر اپنی زمین اُسے فروخت کرے گا کہ وہ اُسے خریدنے کے بعد وقف کر دے گا، یا اُس پر مسجد تعمیر کرے گا، اس میں نیکی کے معنی پائے جاتے ہیں اور یہاں شرط عقدِ تبرع کی صورت میں ہے۔اسی طرح بائع مشتری سے کہے کہ وہ

اس شرط پر اپنا گھر فروخت کرے گا کہ بائع اُس میں چند ماہ تک قیام کرے گا، اس میں بائع کا فائدہ ہے اور یہاں شرط عقدِ اجارہ کی صورت میں ہے۔ اسی طرح بیع مؤجل کی صورت میں بائع مشتری پر یہ شرط لگائے کہ وہ مبیع کو اس وقت تک فروخت نہیں کرے گا، یا کسی کو ہبہ نہیں کرے گا جب تک کہ وہ اُسے ثمن مؤجل ادا نہیں کر دیتا، اس میں بائع کے حق کی ضمانت کا معنی پایا جاتا ہے۔ یہاں شرط تبرع یعنی ضمان کے معنی میں ہے لیکن صفقہ نہیں ہے۔ مالکیہ کے نزدیک ان تینوں صورتوں میں شرط اور عقد دونوں جائز ہیں۔

5. مالکیہ کے نزدیک بنیادی طور پر یہی چار اصول ہیں، لیکن علامہ السنھوری (۱۸۹۵) شمس الدین الحطاب مالکیؒ (۹۵۴ھ)[۷۴] کے حوالے سے پانچویں شرط بیان کرتے ہیں جو درحقیقت تیسری اور چوتھی قسم کا جزوی عکس ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر مشترط وہ شرط خود ختم کر دے تو عقد درست رہتا ہے ورنہ شرط اور عقد دونوں فاسد ہو جاتے ہیں۔ جیسے بیع بالوفاء۔ اگر بائع مبیع کی واپسی کی شرط ختم کر دے تو بیع درست ہو جائے گی۔ اسی طرح مقتضائے عقد کے منافی شرط کو اگر مشترط ختم کر دے تو عقد جائز ہو جاتا ہے، جیسے مطلق یہ شرط لگانا کہ مشتری چیز خریدنے کے بعد اُسے فروخت یا ہبہ نہیں کرے گا۔ اگر مشترط یہ شرط ختم کر دے تو عقد جائز ہو جائے گا۔[۷۵]

## شروط سے متعلق حنبلی اصول

حنابلہ شروط کے بارے میں تمام مذاہب سے زیادہ لچک رکھتے ہیں۔ حنابلہ احناف کی بیع و شرط والی روایت کا انکار کرتے ہیں، اس لیے وہ عقد میں ایک شرط کو جائز قرار دیتے ہیں۔ لیکن دو یا زائد شرائط کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بھی شرائط کی پہچان کے لیے مندرجہ ذیل چار اصول وضع کیے ہیں۔ اس بارے میں علامہ ابن قدامہ (۶۲۰ھ)[۷۶]، عبد الرحمن حنبلیؒ (۶۸۲ھ)[۷۷]، اور علامہ الزرکشیؒ (۷۷۲ھ)[۷۸] نے جو بحث کی ہے، اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے؛

1. احناف، شوافع اور مالکیہ کی طرح حنابلہ بھی اُس شرط کو درست مانتے ہیں جو مقتضائے عقد ہو۔ اس میں شرط عقد کی صورت اختیار نہیں کرتی۔
2. وہ شرط جس میں متعاقدین میں سے کسی کے لیے مصلحت ہو جیسے خیار مجلس، رہن، ضمانت کی شرط۔ دیگر مذاہب کے نزدیک اسے ملائم العقد شرط کہا جاتا ہے۔ اس میں شرط عقد تبرع کی صورت میں ہوتی ہے۔
3. وہ شرط جو نہ تو، مقتضائے عقد ہو، نہ اس میں کسی کی مصلحت ہو، اور نہ مقتضائے عقد کے منافی ہو۔ لیکن وہ کسی ایک فریق کے لیے ہو، جیسے کچھ مدت رہنے کی شرط پر گھر بیچنا، کسی معلوم جگہ تک سواری کرنے کی شرط پر سواری بیچنا، سلائی کی شرط پر کپڑا خریدنا۔ یہاں شرط اور عقد دونوں جائز ہیں۔[۷۹] اس میں شرط صفقہ کی صورت میں ہے۔
4. وہ شرط جو مقتضائے عقد کے منافی ہو جیسے بائع مشتری سے کہے کہ وہ خریدنے کے بعد مبیع فروخت نہیں کرے گا، یا ہبہ نہیں کرے گا۔[۸۰] تو یہ شرط فاسد ہو گی لیکن بیع درست ہو گی۔ یہاں شرط تصرف سے ممانعت پر دال ہے۔
5. ایک فریق دوسرے فریق پر کسی دوسرے عقد کی شرط لگائے جیسے دوسری بیع کی شرط پر بیع، یا اجارہ کی شرط پر بیع تو اس صورت میں شرط اور عقد دونوں فاسد ہوں گے۔[۸۱]

6. وہ شرط جس کے فساد پر نص موجود ہو جیسے بیعتین في بیعة ،الصفقتان في الصفقة، بیع و سلف اور بیع و شرطان کیونکہ اِن کے فاسد ہونے پر نصوص وارد ہیں۔ لیکن حنابلہ کے نزدیک دو شرطیں اگر کسی ایک فریق کے لیے مفید ہوں تو وہ دو شرطیں باطل ہیں، جیسے گندم اس شرط پر خریدنا کہ بائع اسے آٹا پیس دے گا اور پھر فلاں جگہ تک پہنچا دے گا۔ اور اگر وہ دونوں شرطیں یا دو سے زیادہ شرطیں مقتضائے عقد ہوں یا ملائم العقد ہوں جیسے رہن، ضامن اور مبیع یا ثمن کی حوالگی کی شرائط تو یہ جائز ہیں۔[۸۲]

مالکیہ اور حنابلہ مقتضائے عقد کے منافی شرط کے فاسد ہونے پر متفق ہیں۔ البتہ مالکی مذہب عقد پر اُس شرط کے اثر انداز ہونے کو تین مراتب میں تقسیم کر دیتے ہیں؛ شرط و فاسد دونوں ناجائز، شرط فاسد لیکن عقد جائز، شرط اور عقد دونوں فاسد لیکن مشترط کی مرضی پر معلق رہتے ہیں اگر وہ شرط ختم کر دے تو عقد جائز ہو جاتا ہے۔

**نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ پر احناف اور حنابلہ کا اختلاف**

احناف کے نزدیک بیع میں شرطِ فاسد، خواہ ایک ہو یا زیادہ، ممنوع ہے، اور اس پر ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی یہ روایت ہے:أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَشَرْطٍ، الْبَيْعُ بَاطِلٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ [۸۳] (حضور نبی کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع کیا، [اور فرمایا] بیع باطل ہے اور شرط بھی باطل ہے)۔ جبکہ حنابلہ اس روایت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اس بارے میں وہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی ایک اور روایت سے استدلال کرتے ہیں جس میں وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ [۸۴] کے الفاظ ہیں جیسا کہ یہ حدیث اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ حنابلہ کہتے ہیں بیع میں ایک شرط نہیں بلکہ دو شرطوں کی ممانعت وارد ہوئی ہے، اس لیے اگر بیع میں ایک شرط لگا دی جائے تو اس سے شرط اور عقد دونوں درست رہتے ہیں۔ یعنی احناف و شوافع ایک شرط اور دو شرط کا فرق نہیں کرتے لیکن حنابلہ فرق کرتے ہیں، جبکہ امام شوکانیؒ (۱۲۵۵ھ) کہتے ہیں:مَذْهَبُ الْأَكْثَرِ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ الشَّرْطِ وَالشَّرْطَيْنِ [۸۵] (اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے کہ ایک شرط اور دو شرطوں میں فرق نہیں ہے)۔

احناف کی روایت پر تنقید علی بن محمد حمیری فاسی المعروف ابن قطان (۶۲۸ ھ) نے کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب الوھم والایہام میں اس حدیث کو محدث عبد الحق اشبیلیؒ کی کتاب الاحکام سے نقل کر کے کہا کہ اس حدیث میں کمزوری یہ ہے کہ اس کے روای ابو حنیفہؒ حدیث میں ضعیف ہیں۔[۸۶] جس پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ فاضل بریلی (۱۳۴۰ھ) کہتے ہیں:

> میری رائے میں (ابن قطان کی) کتاب کا یہ نام الہامی ہے کیونکہ ان کو اسی کتاب میں بہت سے وہم لاحق ہوئے اور کئی مقامات پر انہوں نے وہم پیدا کئے ہیں... امام صاحبؒ کے طریقہ سے اس حدیث کو محدث عبد الحق اشبیلیؒ نے اپنی کتاب الاحکام میں ذکر کیا اور جرح نہ کی۔ ابن قطانؒ آپ کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کیا آپ وہی نہیں جو رجال حدیث کے متعلق سخت گیری میں مشہور ہیں۔ آپ نے ایک کوہِ گراں ہشام بن عروہ پر طعن کیا۔ آپ اور آپ جیسے سیکڑوں بھی جمع ہو جائیں تو امام ابو حنیفہؒ کی قوت در کنار، ان کے غلاموں اور ہشام اور ان کی ہم مثل علم اور حدیث والوں کو نہیں پہنچ سکتے، لیکن آپ نے اپنی سخت گیری کی بدولت معرفتِ درایت کے راستوں کی کم علمی کو

ذریعہ طعن بنایا حالانکہ صاحب کتاب الاحکام عبدالحق اشبیلیؒ آپ سے حق کو بہتر جانتے ہیں جنھوں نے اس حدیث کو ذکر کر کے اس پر سکوت سے اس کی صحت بتادی۔[87]

اسی طرح امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) بھی ابن قطان کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ انہوں نے رجالِ حدیث کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔[88] امام ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) احناف کی اس روایت کو باطل قرار دیتے ہیں،[89] اور کہتے ہیں فقہا کی ایک جماعت نے فقہ میں تو اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن احادیث کی کتب میں کہیں مذکور نہیں ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر علمانے اس کا انکار کیا ہے۔[90] حالانکہ امام ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) کا یہ کہنا کسی طور پر درست نہیں ہے کہ یہ حدیث مسلمانوں کی کتب احادیث میں نہیں ہے۔ کیونکہ اسے امام طبرانیؒ (۳۶۰ھ) اور امام حاکمؒ (۴۰۵ھ) جو علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) سے تین چار صدیاں قبل کے محدثین ہیں اس حدیث کو اپنی کتب میں روایت کر چکے ہیں۔

احناف کے نزدیک امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) کی وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ والی روایت احناف کی بَيْعٍ وَشَرْطٍ والی روایت کی موافقت کرتی ہے۔ امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) ان دونوں روایات میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں: حدیث مبارکہ میں وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ کے الفاظ میں جن دو شرطوں کا ذکر ہے، اُن میں ایک شرط تو وہ ہوتی ہے جو ایک عقد کے اندر پہلے سے بذاتِ خود موجود ہوتی جسے مقتضائے عقد شرط کہا جاتا ہے۔ اور دوسری شرط وہ ہے جو متعاقدین میں سے کوئی ایک اپنی طرف سے لگائے۔ اس طرح جس عقد میں متعاقدین صرف ایک شرط لگائیں تو وہ عقد کے اندر پہلے سے موجود شرط کے ساتھ مل کر دو شرطیں ہو جاتی ہیں، جن پر نہی وارد ہوئی ہے۔ اور احناف کی روایت میں بَيْعٍ وَشَرْطٍ سے مراد صرف وہ ایک شرط ہے جو متعاقدین الگ طور پر لگاتے ہیں۔ اس طرح دونوں روایات معناً ایک ہیں۔[91] علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) بھی یہی تطبیق کرتے ہیں۔[92] شروط سے متعلق اگر حنابلہ کے اصول دیکھے جائیں تو واضح ہوتا ہے کہ حنابلہ خود بھی مقتضائے عقد شرط[93] کے جواز کے قائل ہیں۔ اس طرح اگر کسی عقد میں متعاقدین کوئی الگ شرط عائد کر دیں تو وہ مقتضائے عقد شرط کے ساتھ مل کر دو شرطیں بن جاتی ہیں، جو حنابلہ کے نزدیک ناجائز متصور ہوتی ہیں۔

**اشتراط العقد فی العقد کی اقسام**

شروط سے متعلق مذاہب اربعہ کے اصولوں کو جان لینے کے بعد اب اشتراط العقد فی العقد کی مجوزہ دو قسموں: عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ یا قرض کے علاوہ دیگر عقود تبرّعات کو مشروط کرنے سے متعلق بحث زیادہ مفید ہو گی۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ امثلہ جیسے سلائی کی شرط پر کپڑا خریدنا، گندم کی بیع کے ساتھ اُسے آٹا بنادینے کی شرط، جوتے کی بیع کے ساتھ تلوا لگا دینے کی شرط، گھر کی بیع میں کچھ عرصہ بائع کے قیام یا سواری کی بیع میں کچھ مدت بائع کے سوار رہنے کی شرط وغیرہ۔ احناف فقہا انہیں بغیر عوض پر محمول کرتے ہیں[94]، جبکہ حنبلی[95] اور مالکی[96] فقہانے ان کو اجارہ پر قیاس کیا ہے۔

**عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کی شرط لگانا**

عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کی شرط لگانا جیسے اگر بائع مشتری سے کہے: میں تمہیں اپنا گھر اس شرط پر فروخت کروں گا کہ تم اپنا گھر مجھے فروخت کر دو یا تم مجھے اپنا گھر اجارے پر دو۔ اس بارے میں فقہا کے دو موقف ہیں؛

**پہلا موقف:** عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کو مشروط کرنا جائز نہیں ہے۔ احناف اور شوافع کا یہی موقف ہے۔

**دوسرا موقف:** عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کو مشروط کرنے کا عدمِ جواز مطلق نہیں ہے۔ یہ مالکیہ اور حنابلہ کا موقف ہے۔

مالکیہ کے نزدیک ایک ہی عقد میں بیع کے ساتھ اجارہ کی شرط لگانا جائز ہے، جیسے آٹا پیس دینے کی شرط پر گندم خریدنا۔[97] علامہ عبدالوھاب مالکیؒ (۴۲۳ھ) کہتے ہیں: ہمارے نزدیک ایک ہی عقد میں بیع کو اجارے کے ساتھ مشروط کرنا جائز ہے، جیسے اس شرط پر فصل خریدنا کہ بائع فصل کاٹ کر بھی دے گا۔ اس کے علاوہ بیع کے ساتھ جعالہ، بیع صرف، مساقاۃ، مشارکہ یا مضاربہ کی شرط رکھنا ناجائز ہے۔[98] کیونکہ مالکیہ کے نزدیک اجارہ کی شرط اگر مقتضائے عقد یا ملائم العقد نہیں ہے تو مقتضائے عقد کے منافی بھی نہیں ہے۔ علامہ الصاوی المالکیؒ (۱۲۴۱ھ) کہتے ہیں: ثمن کا کچھ حصہ گندم کے عوض میں اور کچھ حصہ گندم پیسنے کی محنت کے عوض میں ہو گا۔[99] مالکیہ کی طرح حنابلہ بھی ایک سودے میں بیع کے ساتھ صرف اجارہ کی شرط کو جائز مانتے ہیں۔[100]

**عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ تبرع کو مشروط کرنا**

**پہلا موقف:** عقدِ معاوضہ کے ساتھ قرض کے علاوہ دیگر عقود تبرّعات کو مشروط کرنا ناجائز ہے۔ احناف, شوافع اور حنابلہ[101] کا یہی موقف ہے۔

**دوسرا موقف:** مالکیہ کے نزدیک اگر تو اس میں نیکی کا پہلو ہے تو یہ جائز ہے ورنہ نہیں۔[102]

علامہ کاسانیؒ (۵۸۷ھ) کہتے ہیں کہ یہ تمام صورتیں ربا کے شبہ کی بدولت ناجائز ہوں گیں:

> لِأَنَّ زِيَادَةَ مَنْفَعَةٍ مَشْرُوطَةٍ فِي الْبَيْعِ تَكُونُ رِبًا لِأَنَّهَا زِيَادَةٌ لَا يُقَابِلُهَا عِوَضٌ فِي عَقْدِ الْبَيْعِ وَهُوَ تَفْسِيرُ الرِّبَا[103]
>
> کیونکہ بیع میں مشروط منفعت کا اضافہ ربا ہوتا ہے، کیونکہ بیع میں ایسا اضافہ کہ جس کا عوض نہ ہو وہ ربا ہے۔

گویا عقدِ تبرّع عقدِ معاوضہ کے ساتھ مشروط ہونے کے بعد معاوضے پر اضافہ شمار ہونے کی وجہ سے ربا بن جاتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) کہتے ہیں عقودِ معاوضات اور عقودِ تبرّعات کو جمع نہیں کیا جاسکتا، جب بھی کوئی تبرّع عقدِ معاوضہ کے ساتھ آئے گا تو وہ مطلق تبرّع نہیں ہو گا، بلکہ وہ مبیع کے عوض کا حصہ ہو گا۔ اگر فریقین اس تبرّع کے معاوضہ نہ ہونے پر اتفاق بھی کرلیں تو بھی یہ اتفاق دو متباین عقود کے جمع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہو گا۔[104]

خلاصہ یہ کہ عقودِ معاوضات کے ساتھ عقود تبرّعات کو مشروط کرنے سے شرط اور عقد دونوں فاسد ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ علامہ الزیلعیؒ (۷۴۳ھ) اور دیگر فقہا عقودِ معاوضات کے ساتھ رہن یا کفالہ کی شرط کو جائز قرار دیتے ہیں،[105] جبکہ یہ دونوں عقودِ تبرّعات ہیں۔ اس کی تطبیق اس طرح کی جائے گی کہ جس عقدِ تبرّع کو عقدِ معاوضہ کے ساتھ مشروط کیا گیا ہو اگر تو اس میں متعاقدین یا کسی ایک کا مادی نفع ہو تو پھر وہ شرط اور عقدِ بیع دونوں فاسد ہوں گے، جیسے ہدیہ یا ہبہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا، اس صورت میں علامہ مرغینانیؒ (۵۹۳ھ) نے شرط اور عقد دونوں کو فاسد قرار دیا ہے۔ لیکن اگر اس میں کسی کا مادی نفع تو نہ ہو لیکن

وہ شرط اس عقد کی تکمیل کے لیے مفید ہو تو پھر اس شرط میں قباحت نہیں اور اسے ملائم العقد شرط کہیں گے، جیسے ایک سال یا دو سال کی گارنٹی کے ساتھ بیع کرنا۔ لیکن اگر بیع کے ساتھ تبرّع مشروط نہ ہو اور خریدار اپنی جانب سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نہی اس وقت ہے جب عقد تبرّع عقد بیع کے ساتھ مشروط ہو۔ نیز عقودِ تبرّعات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کا انفرادی طور پر وقوع محال ہوتا ہے جیسے رہن یا کفالت، کیونکہ ان کی ضرورت صرف اور صرف کسی بھی عقد کے ساتھ شرط کی صورت میں پڑتی ہے۔ اس لیے ان عقود کو شروط کے طور پر برداشت کیا جاتا ہے۔ دوسرے وہ عقود جو انفرادی طور پر وقوع پذیر ہو جاتے ہیں جیسے اعارہ، امانت، ہدیہ، وقف، ہبہ وغیرہ۔ تو ایسے عقود کو عقودِ معاوضات کے ساتھ شرط کے طور پر برداشت نہیں کیا جاتا۔

<table dir="rtl">
<tr><th colspan="7">شروط چارٹ</th></tr>
<tr><th rowspan="2">مذہب</th><th colspan="2">شروط</th><th rowspan="2">صورت شرط</th><th colspan="2">صفقتان فی صفقہ</th><th rowspan="2">حکم</th></tr>
<tr><th>متفقہ</th><th>اختلاف رائے / شرط کی تفصیل</th><th>عقدِ معاوضہ + عقد تبرع</th><th>عقدِ معاوضہ + عقد معاوضہ</th></tr>
<tr><td rowspan="3">حنفی اور شافعی</td><td>1۔ مقتضائے عقد کے مطابق</td><td rowspan="2">حنفی: تیسری شرط استحسانا جائز</td><td>صفقہ نہیں ہے</td><td colspan="2">نہیں</td><td rowspan="3">احناف کے نزدیک شرط اور عقد دونوں صحیح۔ جبکہ شوافع کے نزدیک صرف تیسری شرط اور عقد دونوں فاسد</td></tr>
<tr><td>2۔ ملائم العقد</td><td>عقد تبرع ہے (مفید عقد)</td><td>ہاں</td><td>نہیں</td></tr>
<tr><td>3۔ لوگوں میں متعارف ومتعامل</td><td>شوافع: تیسری شرط فاسد ہے</td><td>عقد تبرع ہے (مفید عقد)</td><td>ہاں</td><td>نہیں</td></tr>
<tr><td rowspan="4">حنفی</td><td rowspan="4">4۔ شرط جو مندرجہ بالا اقسام میں بھی نہیں لیکن۔۔</td><td>کسی فریق کے لیے مضر ہو۔</td><td>عقدِ معاوضہ ہے (مضرِ عاقد)</td><td>نہیں</td><td>ہاں</td><td>شرط لغو لیکن عقد درست ہو گا</td></tr>
<tr><td rowspan="2">کسی فریق کے لیے مفید ہو۔</td><td>عقد تبرع ہے (مفید عاقد)</td><td>ہاں</td><td>نہیں</td><td rowspan="3">شرط اور عقد دونوں فاسد</td></tr>
<tr><td>عقدِ معاوضہ ہے</td><td>نہیں</td><td>ہاں</td></tr>
<tr><td>تیسرے فریق کے لیے مفید</td><td>عقد تبرع ہے (مفیدِ غیر عاقد)</td><td>نہیں</td><td>ہاں</td></tr>
<tr><td rowspan="4">مالکی</td><td colspan="2" rowspan="2">1۔ مقتضائے عقد کے مطابق، ملائم العقد۔ متعارف اور متعامل</td><td>صفقہ نہیں ہے</td><td colspan="2">نہیں</td><td rowspan="2">شرط اور عقد دونوں صحیح</td></tr>
<tr><td>عقد تبرع ہے (مفید عقد)</td><td>ہاں</td><td>نہیں</td></tr>
<tr><td colspan="2">2۔ مقتضائے عقد کے منافی ہو۔</td><td>تصرف سے ممانعت</td><td colspan="2">نہیں</td><td rowspan="2">شرط اور عقد دونوں فاسد</td></tr>
<tr><td colspan="2">3۔ مخل بالثمن</td><td>عقدِ معاوضہ ہے</td><td>نہیں</td><td>ہاں</td></tr>
</table>

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | 4۔ مقتضائے عقد کے منافی نہ ہو | | صفقہ نہیں ہے | نہیں | | شرط اور عقد دونوں صحیح |
| | | | عقد تبرع (مفید عقد،عاقد، نیکی) | ہاں | نہیں | |
| حنبلی | 1۔ مقتضائے عقد کے مطابق۔ | | صفقہ نہیں ہے | نہیں | | شرط اور عقد دونوں صحیح |
| | 2۔ مصلحت متعاقدین | | عقد تبرع ہے (مفید عقد) | نہیں | | |
| | 3۔ نہ مقتضائے عقد، نہ مصلحت عاقدین، اور نہ ہی مقتضائے عقد کے منافی | کسی فریق کے لیے مفید ہو۔ | عقد تبرع ہے (مفید عاقد) | ہاں | نہیں | شرط اور عقد دونوں درست |
| | 4۔ مقتضائے عقد کے منافی ہو۔ | | تصرف سے ممانعت | نہیں | | شرط فاسد لیکن عقد درست ہو گا |
| | | | عقدِ معاوضہ ہے | نہیں | ہاں | |
| | | | عقد تبرع ہے (مفید عاقد یا غیرہ) | ہاں | نہیں | |
| | 5۔ عقد کے ساتھ عقد مشروط ہو | | عقدِ معاوضہ ہے | نہیں | ہاں | شرط اور عقد دونوں فاسد |

## اجتماع العقود

اشتراطِ عقد فی عقد کے تصور کو مزید واضح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فقہ اسلامی میں اجتماع عقود کے تصور کو بھی سمجھا جائے۔ اس لئے یہاں اجتماع العقود کا مختصر تعارف قاری کے لئے مفید رہے گا۔ عقود دو طرح کے ہوتے ہیں: مفرد اور مرکب۔ کسی بھی ایک عقد کو مفرد عقد کہتے ہیں۔ مرکب عقد کو جدید فقہی اصطلاح میں اجتماع العقود کا نام دیا جاتا ہے۔ کلاسیکل فقہ میں اجتماع العقود کوئی ایسی اصطلاح نہیں رہی کہ جس کی باضابطہ تعریف کی جاتی، تاہم اس سے متعلق اصولی مباحث ضرور موجود ہیں۔ آسان الفاظ میں اجتماع العقود یا مرکب عقد سے مراد دو یا دو سے زیادہ افراد کے مابین ایک ایسا معاملہ ہے جو دو یا دو سے زیادہ عقود پر مشتمل ہو۔ جیسے زید اور بکر آپس میں ایک معاملہ کرتے ہیں جس میں زید اپنا گھر بکر کو فروخت کرتا ہے اور پھر زید بکر سے وہی گھر کرائے پر بھی لے لیتا ہے۔ اس معاملے میں بیع اور اجارہ دو عقود ایک ہی معاملے میں جمع کیے گئے ہیں لہذا یہ اجتماع العقود کا معاملہ کہلاتا ہے۔ لیکن اس میں ایک عقد دوسرے عقد کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا۔ اس لیے اجتماع العقود اور اشتراط عقد فی عقد دو الگ تصور ہیں۔ امام شاطبیؒ (۷۹۰ھ) کہتے ہیں: اجتماع العقود کے اصول و قوانین اور اثرات ان عقود کے انفرادی اثرات سے مختلف ہو جاتے ہیں جن پر وہ اجتماع العقود مشتمل ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود انفرادی عقود کے اپنے اثرات زائل نہیں ہوتے۔ تاہم ایسا بھی ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر عقود فی نفسہ درست ہوتے ہیں لیکن ان کا اجتماع ناجائز ہوتا ہے،[106] جیسے بیع اور قرض، وکالہ اور کفالہ کا اجتماع جائز نہیں ہے حالانکہ دونوں عقود انفرادی طور پر جائز ہیں۔ فی زمانہ عقود کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کو جدید اسلامی بینکاری میں مشارکہ متناقصہ اور اجارہ منتھیہ بالتملیک کی پروڈکٹس میں ملاحظہ کیا جا سکتا

ہے۔ مذاہبِ اربعہ کی نظر میں اجتماع العقود کا عدمِ جواز اپنے اطلاق پر نہیں ہے۔ بلکہ اجتماع العقود کا عدمِ جواز دو عقود کے مابین پائی جانے والے شرطیہ تعلق پر مبنی ہوتا ہے، جس پر فقہا میں جزوی اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔[۱۰۷]

اس مختصر تعارف سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اجتماع العقود کا تصور اشتراط العقد فی العقد سے قدرے مختلف ہے۔ کیونکہ اشتراط العقد فی العقد دو عقود کے مابین ایک تعلق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان سے متعلقہ حقوق اور ذمہ داریوں میں بھی ایک ربط پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح ہر عقد کے نتائج دوسرے عقد پر مؤثر ہوتے ہیں۔ اگر ایک مکمل نہ ہو تو دوسرا بھی نامکمل رہ جاتا ہے۔ جبکہ اجتماع العقود میں دونوں عقود اس انداز میں جمع کیے جاتے ہیں کہ اُن کے مابین کسی قسم کا ربط نہیں ہوتا اور اُن سے متعلق حقوق اور ذمہ داریاں بھی جدا جدا رہتی ہیں اور کسی عقد کے اثرات دوسرے عقد پر مرتب نہیں ہوتے۔ تاہم یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دونوں متضاد تصور ہیں کہ اجتماع العقود اور اشتراط العقد فی العقد بیک وقت نہیں پائے جا سکتے، جیسا کہ ڈاکٹر محمد برہان اربونا (۲۰۰۷) نے اپنے آرٹیکل میں تاثر دیا ہے، جبکہ مندرجہ بالا مباحث میں دونوں تصورات باہم قریب نظر آتے ہیں، جیسے اجارے کی شرط کے ساتھ بیع کا اجتماع۔ نیز ڈاکٹر اربونا نے اجتماع العقود اور اشتراط العقد فی العقد سے متعلق اصولی مباحث میں شافعی اور حنبلی مذاہب کے ساتھ علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) اور علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) کی آراء کا سہارا لیا ہے اور حنفی و مالکی مذاہب سے صرفِ نظر کیا ہے۔[۱۰۸]

احناف،[۱۰۹] شوافع،[۱۱۰] مالکیہ[۱۱۱] اور حنابلہ[۱۱۲] کا اس پر اتفاق ہے کہ عقود اپنی اصل کے اعتبار سے مباح اور حلال ہیں۔ کسی عقد کو حرام اور ناجائز ثابت کرنے کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے، جیسے علامہ الزیلعیؒ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں: وَلَا نُسَلِّمُ أَنَّ حُرْمَةَ الْبَيْعِ أَصْلٌ بَلْ الْأَصْلُ هُوَ الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ إِذَا ثَبَتَتْ إِنَّمَا تَثْبُتُ بِالدَّلِيلِ الْمُوجِبِ لَهَا[۱۱۳] (ہم بیع کی حرمت کو اصل کے طور پر تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ بیع کی اصل حلت ہے۔ اور حرمت کسی دلیل شرعی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے)۔ علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ)[۱۱۴] اور علامہ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ)[۱۱۵] بھی اسی کے قائل ہیں۔ بیع اور قرض کو اس لیے جمع نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی حرمت پر دلیل شرعی موجود ہے۔ دلیل شرعی سے مراد قرآن، سنت، اجماع، اور قیاس متفق علیہ ادلہ شرعیہ ہیں۔[۱۱۶] یعنی جس اجتماع العقود کی ممانعت پر ان چار ادلہ میں سے کوئی ایک دلیل شرعی پائی جائے گی تو وہ اجتماع ناجائز ہو گا۔ نیز وہ اجتماع العقود بھی ناجائز ہو گا جس میں اشتراط عقد فی عقد کی صورت بنتی ہو گی۔

## نتیجہ بحث

موجودہ اسلامی مالیاتی نظام میں سودی نظام کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلامی مالیاتی مہندسین (Financial Engineers) بھی سرتوڑ کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں کسی نہ کسی طرح سودی پروڈکٹ کا ایسا متبادل پیش کیا جائے جو شرعی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہو اور ہر دو اسلامی بینک اور کلائنٹ کے لئے بھی وہ قابل قبول ہو۔ ماضی میں ایسی کاوشوں کی صورت میں کچھ ایسی پروڈکٹس بھی لانچ ہو گئیں جن میں اشتراط عقد فی عقد کی کیفیت در آئی۔ جبکہ اسلامی مالیاتی مہندسین اسے اجتماع العقود قرار دیتے رہے۔

حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ اجتماع العقود اور اشتراط العقد فی العقد دو الگ الگ تصور ہیں۔ اشتراط العقد فی العقد کی ہر صورت اجتماع العقود کی صورت بنتی ہے لیکن اجتماع العقود کی ہر صورت اشتراط العقد فی العقد کی صورت نہیں بنتی۔ بالفاظ دیگر دونوں میں عموم خصوص مطلق کی منطقی نسبت پائی جاتی ہے۔ فقہاء کی کتب میں موجود اجتماع العقود اور اشتراط العقد فی العقد کی فرضی امثلہ نظیر (Precedent) کی حیثیت رکھتی ہیں جن کی بنیاد پر نئی پروڈکٹس متعارف کرائی جاسکتی ہیں۔

مندرجہ بالا بحث اور شروط چارٹ دیکھنے کے بعد یہ اخذ کرنا اب مشکل نہیں کہ عقدِ معاوضہ کے ساتھ اگر کوئی ایسی شرط عائد کردی جائے جو عقد کی صورت اختیار نہ کرے اور وہ مقتضائے عقد بھی ہو تو تمام مذاہب کے نزدیک شرط اور عقد دونوں جائز ہیں۔ اسی طرح اگر عقدِ معاوضہ کے ساتھ قرض کے علاوہ کسی بھی عقدِ تبرع کو شرط بنادیا جائے جو مفیدِ عقد ہو تو تمام فقہاء کے نزدیک شرط اور عقد دونوں جائز ہوں گے، جیسے رہن، ضمانت یا گارنٹی کی شرط۔ اگر عقدِ معاوضہ کے ساتھ مشروط کیا گیا عقدِ تبرّع کسی فریق کے لیے مفید ہو تو تمام مذاہب کے نزدیک وہ شرط اور عقد دونوں ناجائز ہوں گے۔ جہاں تک عقدِ معاوضہ کے ساتھ عقدِ معاوضہ کو مشروط کرنے کا تعلق ہے تو اس کے عدم جواز پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ صرف چند ایک فقہا نے انفرادی طور پر اختلاف کیا ہے۔ اسی طرح اگر عقدِ معاوضہ کے ساتھ ایسی شرط عائد کر دی جائے جس کے نتیجے میں مبیع کا مالک اُس پر تصرف کرنے سے روک دیا جائے تو یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف متصور ہوگی جس کے عدم جواز پر تمام فقہا متفق نظر آتے ہیں۔

| شرط کی نوعیت | صفتان فی صفقہ | شوافع | احناف | مالکیہ | حنابلہ |
|---|---|---|---|---|---|
| صفقہ نہیں ہے | نہیں | شرط وعقد دونوں جائز | | | |
| تصرف سے ممانعت | نہیں | شرط وعقد دونوں جائز | | | شرط فاسد اور عقد جائز |
| عقد تبرع ہے (نیکی) | نہیں | شرط وعقد دونوں ناجائز | | شرط وعقد دونوں جائز | شرط وعقد دونوں ناجائز |
| عقد تبرع ہے (مفید عقد) | ہاں | شرط وعقد دونوں جائز (شوافع: متعامل ومتعارف شرط میں دونوں ناجائز) | | | |
| عقد تبرع ہے (مفید عاقد) | ہاں | شرط وعقد دونوں جائز | | | |
| عقدِ معاوضہ ہے | ہاں | شرط وعقد دونوں ناجائز<br>(حنفی: ایک صورت میں شرط لغو اور عقد جائز، جبکہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک صرف اجارہ کی شرط کے ساتھ عقد جائز) | | | |

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## حوالہ جات


۱۔ احمد بن حنبل(۲۴۱ھ)، **مسند الامام احمد بن حنبل**، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۱)، مسند ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: ۹۵۸۴

Aḥmad bin Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal*. (Beīrūt: Mu'assah al-Risālah, 2001), Ḥadīth # 9584.

۲۔ مالک بن انس(۱۷۹ھ)، **الموطا**، (دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ۱۹۸۵)، الرقم: ۷۲

Mālik bin Anas, *Al-Mu'atta*. (Beīrūt: Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, 1985), Ḥadīth # 72.

۳۔ ترمذی، محمد بن عیسی(۲۷۹ھ)، **الجامع الترمذی**، (مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۷۵)، الرقم: ۱۲۳۱

Al-Tirmidhī, Muḥammad bin 'Īsā. *Al-Jami' Al-Tirmidhi*. (Egypt: Matba' Mustafa al-Babi Al-Halbi, 1975), Ḥadīth # 1231.

۴۔ نسائی، احمد بن شعیب(۳۰۳ھ)، **السنن**، (مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۹۸۶)، الرقم: ۴۶۳۲

Al-Nasā'ī, Aḥmad bin Shoaib. *Al-Sunan*. (Halb: Maktab al-Matbu'at al-Islamiyyah, 1986), Ḥadīth # 4632.

۵۔ ابن حبان، محمد(۳۵۴ھ)، **الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**، (مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۸)، الرقم: ۴۹۷۳

Ibn Ḥabbān, Muḥammad. *Al-Iḥsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn-e-Ḥabbān*. (Beīrūt: Mu'ssasah al-Risalah, 1988), Ḥadīth # 4973.

۶۔ بیہقی، احمد بن حسین(۴۵۸ھ)، **السنن الکبری**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۳)، الرقم: ۱۰۸۷۸

Bayhaqī, Aḥmad bin Ḥussain. *Al-Sunan Al-Kubrā*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2003), Ḥadīth # 10878.

۷۔ البانی، محمد ناصر، **ارواء الغلیل في تخریج احادیث منار السبیل**، (المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۵)، ۳: ۳۵۸

Al-Bānī, Muḥammad Nāṣir. *Irwā' ul Ghalīl fī Takhrīj Aḥādīth Manār al-Sabīl*. (Beīrūt: Al-Maktab al-Islami, 1985), 3: 358

۸۔ ابوداود، سلیمان بن الاشعث(۲۷۵ھ)، **السنن**، (المکتبہ العصریہ، بیروت)، الرقم: ۳۶۴۱ [فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا]

Abū Da'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath, *Al-Sunan* (Beīrūt: Al-Maktabah al-Asriyyah, 2009), Ḥadīth #3641.

۹۔ ابن حبان، **الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان**، الرقم: ۴۹۷۴

Ibn Ḥabbān, *Al-Iḥsān fī Taqrīb Ṣaḥīḥ Ibn-e-Ḥabbān*. Ḥadīth # 4974.

۱۰۔ الحاکم محمد بن عبد اللہ(۴۰۵ھ)، **المستدرک**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰)، الرقم: ۲۲۹۲

Al-Ḥakim, Muḥammad bin Abdullāh. *Al-Mustadrak 'Alā al-Ṣaḥīḥayn*. (Beīrūt: Dar al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1990), Ḥadīth # 2292.

۱۱۔ بیہقی، **السنن الکبری**، الرقم: ۱۰۸۷۹

Al-Bayhaqī, *Al-Sunan Al-Kubrā*, Ḥadīth # 10879.

۱۲۔ الحاکم، **المستدرک**، ۲:۵۲

Al-Ḥakim, *Al-Mustadrak ʻAlā al-Ṣaḥīḥayn*, 2: 52.

۱۳۔ ابو ابراہیم، اسماعیل بن جعفر (۱۸۰ھ)، **حديث على بن حجر السعدي عن اسماعيل بن جعفر المدني**، (مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۸)، الرقم:۴۲۶

Abu Ibrāhīm, Ismā'īl b. Ja'far. *Ḥadīth ʻAlī bin Ḥajar al-Su'dī ʻan* Ismā'īl *bin Ja'far al-Madanī*. (Al-Riyāḍ: Maktabh al-Rushd Li al-Nashr wa Tauzee', 1998), Ḥadīth # 426.

۱۴۔ **مسند الامام احمد بن حنبل**، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، الرقم:۶۶۷۱

Aḥmad bin Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal*. Musnad ʻAmar bin al-ʻAas, Ḥadīth # 6671.

۱۵۔ ترمذی، **الجامع الترمذی**، الرقم:۱۲۳۴

Al-Tirmidhī, *Al-Jami' Al-Tirmidhi*. Ḥadīth # 1234.

۱۶۔ ابو داود، **السنن**،، الرقم:۳۵۰۴

Abū Da'ūd, *Al-Sunan*, Ḥadīth #3504.

۱۷۔ نسائی، **السنن**، حدیث نمبر: ۴۶۳۰

Al-Nasā'ī, *Al-Sunan*, Ḥadīth # 4630.

۱۸۔ بیہقی، **السنن الکبری**، الرقم:۱۰۴۱۹

Al-Bayhaqī, *Al-Sunan Al-Kubrā*, Ḥadīth # 10419.

۱۹۔ الطبرانی، سلیمان بن احمد (۳۶۰ھ)، **المعجم الاوسط**، (دار الحرمین، القاھرۃ)، الرقم:۴۳۶۱

Al-Ṭibrānī, Sulaiman bin Ahmad (d. 360H). *Al-Mu'jam al-Ausaṭ*. (Dar al-Harmain, Al-Qahirah), Ḥadīth # 4361.

۲۰۔ الحاکم محمد بن عبد اللہ (۴۰۵ھ)، **معرفۃ علوم الحدیث**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۷۷)، ذکر النوع التاسع والعشرین من علوم الحدیث، ۱:۱۲۸

Al-Ḥakim, Muḥammad bin Abdullāh. *Ma'rifat-ul-Ulūm al- Ḥadīth*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1977), 1: 128.

۲۱۔ بیہقی، **السنن الکبری**، الرقم:۱۰۸۷۹

Al-Bayhaqī, *Al-Sunan Al-Kubrā*, Ḥadīth # 10879.

۲۲۔ **مسند الامام احمد بن حنبل**، الرقم:۳۷۸۳

Aḥmad bin Ḥanbal, *Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal*. Musnad ʻAmar bin al-ʻAas, Ḥadīth # 3783.

۲۳۔ البزار، ابو بکر احمد بن عمرو (۲۹۲ھ)، **مسند البزار**، (مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، ۲۰۰۹)، الرقم:۲۱۰۷

Al-Bazzār, Abūbakr Aḥmad bin ‘Amar. *Musnad Al-Bazzar*. (Al-Madeenah al-Munawwarah: Maktabah al-Uloom wa al-Hikam, 2009), Musnad Abdullah bin Masud, Ḥadīth # 2107.

۲۴۔ الشاشی، ابوسعید الہیثم (۳۳۵ھ)، **المسند**، (مکتبہ العلوم والحکم، المدینہ المنورہ، ۱۴۱۰ھ)، الرقم: ۲۹۱

Al-Shāshī, Abū Sa’īd al-Ḥaytham. *Al-Musnad Li al-Shāshī*. (Al-Madeenah al-Munawwarah: Maktabah al-Uloom wa al-Hikam, 1410H), Ḥadīth # 291.

۲۵۔ الصنعانی، ابوبکر عبدالرزاق (۲۱۱ھ)، **المصنف**، (المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ)، الرقم: ۱۴۶۳۶

Al-Ṣan’ānī, Abūbakr Abdul Razzāq, *Al-Muṣannaf*. (Beīrūt:AL-Mktab al-Islami, 1403H), Ḥadīth # 14636.

۲۶۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر (۲۳۵ھ)، **المصنف**، (مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۰۹)، الرقم: ۲۳۲۴۷

Ibn Abī Shaybah, Abūbakar. *Al-Muṣannaf*. (Al-Riyāḍ: Maktaba al-Rushd, 1409), Ḥadīth # 23247.

۲۷۔ **مسند الامام احمد بن حنبل**، الرقم: ۳۷۲۵

*Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal*, Ḥadīth # 3725.

۲۸۔ البزار، **مسند البزار**، الرقم: ۲۱۰۷

Al-Bazzār, *Musnad Al-Bazzar*, Ḥadīth # 2107.

۲۹۔ المروزی، محمد بن نصر (۲۹۴ھ)، **السنہ**، (مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، ۱۴۰۸ھ)، الرقم: ۱۸۷

Al-Marūzī, Muḥammad bin Naṣr. *Al-Sunnah*. (Beīrūt: Mu’assah al-Kutub al-Thaqafah, 1408H), 1: 57.

۳۰۔ شوکانی، محمد بن علی، **نیل الاوطار**، (دار الحدیث، مصر، ۱۹۹۳)، کتاب البیوع، ۵: ۱۸۰

Shokānī, Muḥammad bin ‘Alī. *Nayl al-Autār*. (Egypt: Dar al-Hadith, 1993), 5: 180.

۳۱۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ (۴۶۳ھ)، **الاستذکار**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰)، کتاب البیوع، ۶: ۴۴۷

Ibn ‘Abdul Bir, Yūsuf bin ‘Abdullāh. *Al-Istidhkār*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2000), 6: 447.

۳۲۔ مبارکپوری، محمد عبد الرحمن (۱۳۵۳ھ)، **تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، الرقم: ۱۲۳۱

Mubārakpurī, Muḥammad Abdul Reḥmān. *Tuḥfat-ul-Aḥwazī Bi Sharḥ Jāmi’ al-Tirmazī*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah), Ḥadīth # 1231.

۳۳۔ ابن ہمام، کمال الدین محمد (۸۶۱ھ)، **فتح القدیر**، (دار الفکر، بیروت)، کتاب البیوع، ۶: ۴۴۷ [**وَاعْلَمْ أَنَّهُ رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَيَظْهَرُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ مَنْ يَتَكَلَّمُ فِي الْحَدِيثِ ظَنٌّ أَنَّهُ مَعْنَى الْأَوَّلِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ هَذَا أَخَصُّ مِنْهُ. فَإِنَّهُ فِي خُصُوصٍ مِنْ الصَّفَقَاتِ وَهُوَ الْبَيْعُ**]

Ibn Humām, Kamāl al-Dīn. *Fath al-Qadir*. (Beīrūt: Dar al-Fikr), Kitab al-Buyu', 6: 447.

۳۴۔ ترمذی، **الجامع الترمذی**، الرقم:۱۲۳۱

Al-Tirmidhī, *Al-Jami' Al-Tirmidhi*. Ḥadīth # 1231.

۳۵۔ الجصاص، ابو بکر احمد بن علی (۳۷۰ھ)، **مختصر اختلاف العلماء**، (دار البشائر الاسلامیہ، ۱۹۹۵)، ۳:۸۴

Al-Jaṣṣāṣ, Abūbakr Aḥmad bin 'Alī. *Mukhtaṣar Ikhtalāf al-'Ulama*. (Beīrūt: Dar al-Basha'ir al-Islamiyyah, 1995), 3: 84.

۳۶۔ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود (۵۸۷ھ)، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۶)، ۵:۱۵۶

Al-Kāsānī, Abūbakr bin Mas'ūd. *Badāi' al-Ṣanāi' fi Tartīb al-Sharāi'*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1986), 5: 156.

۳۷۔ ابن ہمام، **فتح القدیر**، ۶:۴۴۶

Ibn Humām, *Fath al-Qadir*, 6: 446.

۳۸۔ امام مالک، **الموطا**، الرقم، ۲:۶۶۳

Mālik bin Anas, *Al-Mu'atta*, 2: 663.

۳۹۔ الماوردی، علی بن محمد (۴۵۰ھ)، **الحاوی الکبیر**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۹)، کتاب البیوع، ۵:۳۴۱

Al-Māwardī, 'Alī bin Muḥammad, *Al-Ḥāwī al-Kabīr*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1999), Kitab al-Buyu', 5: 341.

۴۰۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد (۶۲۰ھ)، **المغنی**، (مکتبہ القاهرة، ۱۹۶۸)، کتاب البیوع، ، ۴:۱۴۶

Ibn Qudāmah, 'Abdullāh bin Aḥmad. *Al-Mughnī*. (Maktabah Al-Qahirah, 1968), Kitab al-Buyu', 4: 146.

۴۱۔ امام مالک، **الموطا**، ۲:۶۶۳

Mālik bin Anas, *Al-Mu'atta*, 2: 663.

۴۲۔ المرغینانی، برہان الدین علی بن ابو بکر (۵۹۳ھ)، **الهدایہ في شرح بدایۃ المبتدی**، (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ۳:۴۹

Al-Marghinānī, Burhān al-Dīn. *Al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī*. (Beīrūt: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), Kitab al-Buyu', Bab bay' al-Fasid, 3: 49.

۴۳۔ ابن قدامہ، **المغنی**، کتاب البیوع، ۴:۱۴۶

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, Kitab al-Buyu', 4: 146.

۴۴۔ النووی، یحیی بن شرف (۶۷۶ھ)، **المجموع**، (دار الفکر)، کتاب البیوع، ۲:۲۰

Al-Nawawī, Yaḥyā bin Sharf. *Al-Majmū' Sharḥ al-Muhazzab*. (Beīrūt: Dar al-Fikr), Kitab al-Buyu', 2: 20.

۴۵۔ بیہقی، **السنن الکبری**، ۵:۵۶۰

Al-Bayhaqī, *Al-Sunan Al-Kubrā*, 5: 560.

۴۶۔ ابن تیمیہ، تقی الدین (۷۲۸ھ)، **مجموع الفتاوی**، (مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، المدینہ النبویہ، ۱۹۹۵)، باب الربا، ۲۹:۴۴۱

Ibn Taymiya, Taqi al-Din. *Majmū' al-Fatāwā*. (Al-Madīnah al-Munawwarah: Majma' al-Malik Fahad, 1995), Bab al-Riba, 29: 441.

۴۷۔ ابن القیم (۷۵۱ھ)، **اعلام الموقعین**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱)، ۳:۱۳۵

Ibn al-Qayyim. *I'lām al-Muwaqi'īn 'an Rabbil Ālamīn*. (Beīrūt: Dar al-Kutuib al-Ilmiyyah, 1991), 3: 135.

۴۸۔ بیع عینہ سے مراد یہ ہے کہ اگر بائع خریدار سے کہے کہ میں تمہیں یہ چیز ادھار پر فروخت کروں گا بشر طیکہ تم یہ چیز مجھے نقد کم قیمت پر فروخت کروگے۔

۴۹۔ عینی، بدرالدین (۸۵۵ھ)، **البنایہ شرح الہدایہ**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ۸:۱۸۵ **[قال: أما السلف والبيع فالرجل يقول للرجل أبيعك عبدي هذا بكذا أو كذا على أن تقرضني كذا وكذا]**

'Ainī, Badr al-Dīn. *Al-Bināyah Sharḥ al-Ḥidāyah*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2000), Kitab al-buyu', Bab Bay' al-Fasid, 8: 185.

۵۰۔ ابن ہمام، **فتح القدیر**، ۶:۴۴۲

Ibn Humām, *Fath al-Qadir*, 6: 442.

۵۱۔ الکحلانی، محمد بن اسماعیل (۱۱۸۲ھ)، **سبل السلام**، (دار الحدیث)، ، ۲:۲۱

Al-Kaḥlānī, Muḥammad bin Ismāīl, *Subul al-Salām*. (Beīrūt: Dar al-Hadith), 2: 21.

۵۲۔ الزحیلی، الدکتور وھبہ, **الفقہ الاسلامی وادلتہ**، (دار الفکر، دمشق)، ، ۵:۱۴۵

Al-Zuhailī, Wahbah. *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhū*. (Damishq: Dar al-Fikr), 5: 145.

۵۳۔ ابن القیم (۷۵۱ھ)، **تہذیب السنن**، (دار المعرفۃ، بیروت)، ۵:۱۰۶، ۱۴۸[ولا صفقتين هنا و انما هي صفقة واحدة باحدالثمنين]

Ibn al-Qayyim. *Tahzīb al-Sunan*. (Beīrūt: Dar al-Ma'rifah), 5: 106, 148

۵۴۔ ابو داود، **السنن**، ، الرقم: ۳۵۰۳

Abū Da'ūd, *Al-Sunan*, Ḥadīth #3503.

۵۵۔ الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ**، ۵:۱۹۰[علامہ السنھوری (۱۸۹۵) کہتے ہیں: احناف نے اس قسم کو استثنائی صورت میں بیان نہیں کیا بلکہ اسے اصول کے طور پر لیا ہے۔ السنہوری، **مصادر الحق**، (دار احیاء التراث العربی)، ۳:۱۵۱]

Al-Zuhailī, *Al-Fiqh al-Islāmī wa Adillatuhū*. 5: 190.

۵۶۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم (۹۷۰ھ)، **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**، (دار الکتاب الاسلامي، قاہرہ)، ۶:۹۲

Ibn Nujaym, Zain al-Dīn bin Ibrāhīm. *Al-Baḥr al-Rā'iq Sharḥ Kanz al-Daqā'iq*. (Qāhirah: Dar al-Kutub al-Islami), 6: 92.

۵۷۔ الزیلعی، جمال الدین، **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**، (المطبعہ الکبری الامیریہ، القاهرة، ۱۳۱۳ھ)، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ۴:۱۳۱

Al-Zayl'ī, Jamāl al-Dīn. *Tabyīn al-Haqā'iq Sharḥ Kanz al-Daqā'iq*. (Qāhirah: al-Matba' al-Kubra al-Amiriyyah, 1313AH), Kitab al-Buyu, 4: 131.

۵۸۔ سرخسی، محمد بن احمد، **المبسوط**، ( دار المعرفہ۔بیروت، ۱۹۹۳)، کتاب البیوع، ۱۲:۱۹۶

Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad. *Al-Mabsūṭ*. (Beīrūt: Dar al-Ma'rifah, 1993), Kitab al-Buyu, 12: 196.

۵۹۔ اعظمی، مولانا امجد علی، **بہار شریعت**، (ضیاء القرآن، لاہور، ۲۰۰۲) حصہ یازدہم، دو چیزوں کی بیع میں جمع کیا، ان میں ایک قابل بیع نہ ہو، ۲:۶۳

A'ẓmī, Maulānā Amjad 'Alī. *Bahār-e-Sharī'at*. (Lahore: Zia-ul-Quran Publication, 2002), Hissah 11, 2: 63

۶۰۔ الشیرازی، ابو اسحاق ابراہیم بن علی (۴۷۶ھ)، **المہذب**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، کتاب البیوع، ۲:۲۲ [علامہ السنہوری (۱۸۹۵) کہتے ہیں: شاید شوافع ملائم العقد اور متعارف شروط میں فرق نہیں کرتے بلکہ انہیں ایک ہی تصور کرتے ہیں۔ السنہوری، مصادر الحق، ۳:۱۵۳]۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جو متعامل و متعارف شروط ملائم العقد ہوں شوافع کے نزدیک وہ قابل قبول ہیں، اس کے علاوہ نہیں۔ هذا عندي وماتوفيقي الا بالله۔

Al-Shīrāzī, Abū Isḥāq Ibrāhīm bin 'Alī. *Al-Muhazzab*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah), Kitab al-Buyu', 2: 22.

۶۱۔ عینی، بدر الدین (۸۵۵ھ)، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، (دار احیاء التراث العربی، بیروت)، ۴:۲۲۶

'Aynī, Badr al-Dīn. *'Umdat-ul-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. (Beīrūt: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), 4: 226.

۶۲۔ سرخسی، **المبسوط**، ۱۳:۱۵

Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 13: 15.

۶۳۔ علامہ السنہوری (۱۸۹۵) اس تیسری صورت کو شروط کی پانچویں قسم شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں: وهذا هو الشرط الفاسد الذي يجعل العقد متعدد الصفقة صفقتين في صفقة (یہ وہ شرط فاسد ہے جو ایک عقد کو متعدد سودوں میں بدل دیتی ہے)۔ السنہوری، عبد الرزاق، **مصادر الحق**، (دار احیاء التراث العربی)، ۳:۱۵۱۔ [یعنی صفقتین فی صفقہ کی خرابی لازم آتی ہے۔ حالانکہ یہ بات صرف اس قسم کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ هذا عندي وماتوفيقي الا بالله]

Al-Sanhurī, 'Abdul Razzāq. *Maṣādir al-Ḥaq*. (Beīrūt: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), 3: 151.

۶۴۔ المرغینانی، **الہدایہ**، کتاب البیوع، ۳:۴۹

Al-Marghinānī, *Al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī*, 3: 49.

۶۵۔ السُّغْدي الحنفی، علی بن الحسین (۴۶۱ھ)، **النتف في الفتاوی**، (مؤسسۃ الرسالۃ، عمان، ۱۹۸۴)، انواع البیوع الفاسدة، ۱:۴۷۱۔ سرخسی، **المبسوط**، ۱۳:۱۶۔ **الہدایہ**، ۳:۴۸

Al-Sughdī, ‘Alī bin al-Ḥussain. *Al-Natf fī al-Fatāwā*. (‘Ammān: Mu’assah al-Risalah, 1984), Anwa’ al-Buyu al-Fasidah, 1: 471; Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 13: 16; Al-Marghinānī, *Al-Hidāyah fī Sharḥ Bidāyat al-Mubtadī*, 3: 48.

۶۶۔ الشیرازی، ابراہیم بن علی(۴۷۶ھ)، **التنبیہ فی الفقہ الشافعی**، (عالم الکتب)، کتاب البیوع، ص:۸۹۔ الماوردی، **الحاوی الکبیر**، ۵:۳۲۰۔

Al-Shīrāzī, Abū Isḥāq Ibrāhīm bin ‘Alī. *Al-Tanbīh fī al-Fiqh al-Shāf’ī.* (‘Ālim al-Kutub), Kitab al-Buyu’, P: 89; Al-Māwardī, ‘Alī bin Muḥammad, *Al-Ḥāwī al-Kabīr*, 5: 320.

۶۷۔ عینی، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، ۴:۲۲۶

‘Aynī, Badr al-Dīn. *‘Umdat-ul-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. (Beīrūt: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), 4: 226.

۶۸۔ ابن رشد، ابوالولید محمد بن احمد(۵۹۵ھ)، **بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد**، (دار الحدیث، القاہرۃ، ۲۰۰۴)، کتاب البیوع، ۳:۱۷۹۔۱۸۲

Ibn-e-Rushd, Abu al-Walīd Muḥammad bin Aḥmad. Bidāyat-ul-Mujtahid wa Nihāyat-ul-Muqtaṣid. (Qāhirah: Dar al-Hadith, 2004), Kitab al-Buyu’, 3: 179-182.

۶۹۔ الخرشی، **شرح مختصر خلیل للخرشی**، ( دار الفکر-بیروت)، ۵:۸۰

Al-Kharshī, Muḥammad ibn ‘Abd Allāh. *Sharḥ Mukhtaṣar al-Khalīl.* (Beīrūt: Dar al-Fikr), 5: 80.

۷۰۔ النفراوی، شہاب الدین(۱۱۲۶ھ)، **الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی**، (دار الفکر، ۱۹۹۵)، باب فی البیوع، باب السلم، ۲:۸۹

Al-Nafrāwī, Shahāb al-Dīn. *Al-Fawākih al-Dawānī ‘alā Risālat Ibn Abi Zayd al-Qīrwānī*. (Dar al-Firk, 1995), Bab fi al-Buyu’, Bab al-Salam, 2: 89.

۷۱۔ العدوی، علی بن احمد(۱۱۸۹ھ)، **حاشیۃ العدوی علی شرح کفایۃ الطالب الربانی**، (دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴)، ۲:۱۶۳

Al-‘Adwī, ‘Alī bin Aḥmad, *Ḥāshiyat-ul-‘Adwī ‘alā Sharḥ Kifāyat al-Ṭālib al-Rabbānī,* (Beīrūt: Dar al-Fikr, 1994), 2: 163.

۷۲۔ الدسوقی، محمد بن احمد المالکی(۱۲۳۰ھ)، **حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر**، (دار الفکر، بیروت)، ۳:۶۵

Al-Dasūqī, Muḥammad bin Aḥmad al-Mālkī. *Ḥāshiyat-ul-*Dasūqī *‘alā al-Sharḥ al-Kabīr,* (Beīrūt: Dar al-Fikr), 3: 65.

۷۳۔ السنہوری، **مصادر الحق**، ۳:۱۵۶

Al-Sanhurī, *Maṣādir al-Ḥaq*, 3: 156.

۷۴۔ الحطاب، محمد بن محمد المالکی(۹۵۴ھ)، **مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل**، (دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۲)، ۴:۳۷۳

Al-Ḥaṭṭāb, Muḥammad bin Muḥammad al-Mālkī. *Mawāhib Al-Jalīl fī Sharḥ Mukhtaṣar Khalīl*, (Beīrūt: Dar al-Fikr, 1992), 4: 373.

۷۵۔ السنہوری، **مصادر الحق**، ۳:۱۵۸

Al-Sanhurī, *Maṣādir al-Ḥaq*, 3: 158.

۷۶۔ ابن قدامہ عبداللہ بن احمد (۶۲۰ھ)، **الکافی**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴)، ۲:۳۲

Ibn Qudāmah, ‘Abdullāh bin Aḥmad. *Al-Kāfī.* (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1994), 2: 32.

۷۷۔ شمس الدین عبد الرحمن حنبلیؒ (۶۸۲ھ)، **الشرح الکبیر علی متن المقنع**، (دار الکتاب العربی، بیروت)، ۴:۵۲۔۵۵

Shams al-Dīn ‘Abdul Reḥmān Ḥanbalī. *Al-Sharḥ al-Kabīr ‘ala Matn al-Muqni’*. (Beīrūt: Dar al-Kitab al-Arabi), 4: 52-55.

۷۸۔ الزرکشی، محمد بن عبد اللہ (۷۷۲ھ)، **شرح الزرکشي**، (دار العبیکان، الریاض، ۱۹۹۳)، کتاب البیوع، ۳:۶۵۶۔۶۶۰

Al-Zarkashī, Muḥammad ibn Abdullah. *Sharḥ Al-Zarkashī*. (Al-Riyad: Dar al-Ubaikan, 1993), Kitab al-Buyu, 3: 656-660.

۷۹۔ شمس الدین،، **الشرح الکبیر علی متن المقنع**، ۴:۴۹

Shams al-Dīn. *Al-Sharḥ al-Kabīr ‘ala Matn al-Muqni’*. 4: 49.

۸۰۔ ابن قدامہ، **المغنی**، ۴:۱۷۱

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, 4: 171.

۸۱۔ بہوتی، منصور بن یونس (۱۰۵۱ھ)، **کشاف القناع**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ۳:۱۹۳

Bahūtī, Manṣūr bin Yūnus. *Kashāf al-Qinā’*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah), 3: 193.

۸۲۔ بہوتی، **کشاف القناع**، ۴:۵۲۔۵۳

Bahūtī, *Kashāf al-Qinā’*. 4: 52-53.

۸۳۔ الطبرانی، **المعجم الاوسط**، الرقم: ۴۳۶۱

Al-Ṭibrānī, *Al-Mu’jam al-Ausaṭ*. Ḥadīth # 4361.

۸۴۔ **مسند الامام احمد بن حنبل**، الرقم: ۶۶۷۱

*Musnad al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal*, Ḥadīth # 6671.

۸۵۔ شوکانی، **نیل الاوطار**، ۵:۱۸۰

Shokānī, *Nayl al-Autār*. 5: 180.

۸۶۔ ابن القطان، علی بن محمد (۶۲۸ھ)، **بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام**، (دار طیبہ، الریاض)، الرقم: ۱۳۰۱

Ibn al-Qaṭṭān, ‘Alī bin Muḥammad. *Bayān al-Waham wa al-‘Īhām fī Kitāb al-Aḥkām*. (Al-Riyad: Dar-e-Taybah), Ḥadīth # 1301.

۸۷۔ بریلوی، مولانا احمد رضا خان (۱۹۲۱)، **فتاویٰ رضویہ**، (مطبوعہ رضا فاونڈیشن، لاہور)، ۱۹:۵۷۵۔۵۷۹

Brailwī, Maulānā Aḥmad Riḍa Khān. *Fatāwā Riḍwiyyah*. (Lahore: Matbu’ah Riza Foundation), 19: 575-579.

۸۸۔ الذہبی، محمد بن احمد (۷۴۸ھ)، **تذکرۃ الحفاظ**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۸)، ۴:۱۳۴

Al-Zahabī, Muḥammad bin Aḥmad. *Tadhkirat-ul-Ḥuffāẓ*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1998), 4: 134.

۸۹۔ ابن تیمیہ، **مجموع الفتاویٰ**، ۱۸: ۶۳

Ibn Taymiya, *Majmū' al-Fatāwā*. 18: 63.

۹۰۔ ابن تیمیہ، **مجموع الفتاویٰ**، ۲۹: ۱۳۲

Ibn Taymiya, *Majmū' al-Fatāwā*. 29: 132.

۹۱۔ الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد (۳۲۱ھ)، **شرح معانی الآثار**، (عالم الکتب، قاہرہ، ۱۹۹۴)، الرقم: ۵۶۶۱۔ [ فَالْبَيْعُ فِي نَفْسِهِ شَرْطٌ , فَإِذَا شُرِطَ فِيهِ شَرْطٌ آخَرُ , فَكَانَ هَذَا شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ , فَهَذَا هُوَ الشَّرْطَانِ الْمَنْهِيُّ عَنْهُمَا عِنْدَهُمْ]۔

Al-Ṭaḥāwī, Abū Ja'far Aḥmad bin Muḥammad. *Sharḥ Ma'ānī al-Āthār*. (Cairo: Alam al-Kutub, 1994), Ḥadīth # 5661.

۹۲۔ عینی، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**، ۴: ۲۲۶

'Aynī, *'Umdat-ul-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. 4: 226.

۹۳۔ ابن قدامہ، **المغنی**، ۴: ۱۷۰

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, 4: 171

۹۴۔ السمرقندی، محمد بن احمد (۵۴۰ھ)، **تحفۃ الفقہاء**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴)، ۲: ۵۲۔ الکاسانی، **بدائع الصنائع**، ۵: ۱۶۹۔

Al-Samarqandī, Muḥammad bin Aḥmad. *Tuḥfat-ul-Fuqahā'*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1994), 2: 52. Al-Kasānī, *Badāi' al-Ṣanāi'*, 5: 169.

۹۵۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴: ۷۲

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, 4: 72.

۹۶۔ عبد اللہ المواق المالکیؒ (۸۹۷ھ)، **التاج والاکلیل لمختصر خلیل**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴)، ۷: ۵۰۳۔

Abdullah al-Muwāq al-Mālkī. *Al-Tāj wa al-Iklīl Li Mukhtaṣar Khalīl*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1994), 7: 503.

۹۷۔ الخرشی، **شرح مختصر خلیل للخرشی**، ۵: ۲۵

Al-Kharshī, *Sharḥ Mukhtaṣar al-Khalīl.* 5: 25.

۹۸۔ عبد الوہاب بن علی المالکی (۴۲۳ھ)، **عیون المجالس**، (مکتبۃ الرشد، ریاض، ۲۰۰۰)، ۳: ۱۴۹۴

Abdul Wahhāb bin Alī al-Mālkī. *'Uyūn al-Majālis*. (Al-Riyad: Maktab al-Rushd, 2000), 3: 1494.

۹۹۔ الصاوی، احمد بن محمد الخلوتی (۱۲۴۱ھ)، **حاشیۃ الصاوي علی الشرح الصغیر**، (دار المعارف، قاہرہ)، ۳: ۳۲۵

Al-Ṣāwī, Aḥmad bin Muḥammad al-Khalwatī. *Ḥāshiyah al-Ṣāwī ala al-Sharḥ al-Ṣaghīr*, (Qahirah: Dar al-Ma'arif), 3: 325.

۱۰۰۔ ابن قدامہ، **المغنی**، ۴: ۷۲۔ **الشرح الکبیر علی متن المقنع**، ۴: ۴۹۔

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, 4: 72; *Al-Sharḥ al-Kabīr ‘ala Matn al-Muqni’*. 4: 49.

۱۰۱۔ ابن تیمیہ، تقی الدین (۷۲۸ھ)، **الفتاوی الکبری**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۷)، ۳۹:۴، **[كُلُّ تَبَرُّعٍ يَجْمَعُهُ إِلَى الْبَيْعِ وَالْإِجَارَةِ مِثْلُ الْهِبَةِ وَالْعَارِيَّةِ وَالْعَرِيَّةِ وَالْمُحَابَاةِ فِي الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، هُوَ مِثْلُ الْقَرْضِ، فَجِمَاعُ مَعْنَى الْحَدِيثِ أَنْ لَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُعَاوَضَةٍ وَتَبَرُّعٍ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ التَّبَرُّعَ إِنَّمَا كَانَ لِأَجْلِ الْمُعَاوَضَةِ لَا تَبَرُّعًا مُطْلَقًا؛ فَيَصِيرُ جُزْءًا مِنْ الْعِوَضِ فَإِذَا اتَّفَقَا عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ بِعِوَضٍ جَمَعَا بَيْنَ أَمْرَيْنِ مُتَبَايِنَيْنِ]**

Ibn Taymiya, Taqī al-Dīn. *Al-Fatāwā Al-Kubrā*. (Beīrūt: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1987), 4: 39.

۱۰۲۔ ابن رشد، **بدایۃ المجتهد ونهایۃ المقتصد**، ۱۷۹:۳

Ibn-e-Rushd, *Bidāyat-ul-Mujtahid wa Nihāyat-ul-Muqtaṣid*, 3: 179.

۱۰۳۔ الکاسانی، **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**، ۱۶۹:۵

Al-Kasānī, *Badāi’ al-Ṣanāi’*, 5: 169.

۱۰۴۔ ابن تیمیہ، **الفتاوی الکبری**، ۳۹:۴

Ibn Taymiya, *Al-Fatāwā Al-Kubrā*, 4: 39.

۱۰۵۔ الزیلعی، **تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق**، ۱۳۱:۴

Al-Zayl’ī, *Tabyīn al-Haqā’iq Sharḥ Kanz al-Daqā’iq,* 4: 131.

۱۰۶۔ الشاطبی، ابراہیم بن موسی (۷۹۰ھ)، **الموافقات**، (دار ابن عفان، ۱۹۹۷)، ۴۷۳:۳ **[أَنَّ لِلاجْتِمَاعِ أَمْرًا زَائِدًا لَايُوجَدُ مَعَ الِافْتِرَاقِ، هَذَا وَجْهُ تَأْثِيرِ الِاجْتِمَاعِ وللافتراق أيضًا تأثيرمن جهة أخرى، فإنه إِذَا كَانَ لِلاجْتِمَاعِ معانٍ لَا تَكُونُ فِي الِافْتِرَاقِ؛ فَلِلِافْتِرَاقِ أَيْضًا معانٍ لَا تُزِيلُهَاحَالَةُ الاجتماع]**

Al-Shaṭibī, Ibrāhīm bin Mūsā. *Al-Muwāfaqāt*. (Dar Ibn ‘Affan, 1997). 3: 473.

۱۰۷۔ اس موضوع پر مفصل بحث کے لئے یہ مقالہ ملاحظہ کی جئے: محمد ابو بکر صدیق اور سید محمد عبد الرحمن شاہ (۲۰۲۱)، **اسلامی مالیات میں اجتماع العقود کا تصور**، مالاکنڈ یونیورسٹی ریسرچ جرنل آف اسلامک اسٹڈیز، ج۳، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۱، ۶۴-۸۷

Siddique, M.A. and Shah, S.M.A. (2021). The Concept of Combination of Contracts in Islamic Finance. *Malakand University Research Journal of Islamic studies*, 3(2), 64-87.

۱۰۸۔ Arbouna, Mohammed Burhan (2007), The Combination of Contracts in Shariah: A Possible Mechanism for Product Development in Islamic Banking and Finance, Thunderbird International Business Review, Vol. 49(3), May–June 2007, p: 341–369. DOI: 10.1002/tie.20147

۱۰۹۔ سرخسی، **المبسوط**، ۹۲:۲۳ **[فَإِنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ الصِّحَّةُ]**۔ الکاسانی، **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع**، ۱۲۸:۶۔ ابن عابدین، محمد امین (۱۲۵۲ھ)، **رد المحتار على الدر المختار**، (دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۲)، ۲۲:۶ **[أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ الصِّحَّةُ]**

Sarakhsī, *Al-Mabsūṭ*, 23: 92; Al-Kasānī, *Badāi' al-Ṣanāi'*, 6: 128; Ibn 'Ābdīn, Muḥammad Amīn. *Radd-ul-Muḥtār ala al-Durr al-Mukhtār*. (Beīrūt: Dar al-Fikr, 1992), 6: 22.

۱۱۰۔ الشافعی، محمد بن ادریس(۲۰۴ھ)، **الأم**،(دار المعرفة، بیروت، ۱۹۹۰)، ۳:۳۔ **[قَالَ الشَّافِعِيُّ فَأَصْلُ الْبُيُوعِ كُلِّهَا مُبَاحٌ]**

Al-Shāf'ī, Muḥammad bin Idrīs. *Al-Umm*. (Beīrūt: Dar al-Ma'rifah, 1990), 3: 3.

۱۱۱۔ القرافی، احمد بن ادریس، **الفروق: انوار البروق فی انواء الفروق**،(عالم الکتب، قاہرہ)، ۳:۱۰۵۹ **[أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ اللُّزُومُ]**

Al-Qarāfī, Aḥmad bin Idrīs. *Al-Furūq: Anwār al-Burūq fī Anwāi al-Furūq*. (Qahirah: Alam al-Kutub), 3: 1059.

۱۱۲۔ الرامینی، محمد بن مفلح(۷۶۳ھ)، **کتاب الفروع**،(مؤسسة الرسالة، بیروت، ۲۰۰۰)، ۷:۴۷۰ **[قاعدتنا أن الأصل في العقود والشروط الصحة]**۔ المرداوی، علی بن سلیمان(۸۸۵ھ)، **الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف**،( دار احیاء التراث العربی، بیروت)، ۶:۳۱۔ **[وَلِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ الْجَوَازُ وَالصِّحَّةُ]**

Al-Rāmīnī, Muḥammad bin Mufliḥ. *Kitāb al-Furū'*. (Beīrūt: Mu'assah al-Risālah, 2000), 7: 470; Al-Mardāwī, Alī bin Sulaimān. *Al-Inṣāf fī Ma'rifat al-Rājiḥ min al-Khilāf*. (Beīrūt: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), 6: 31.

۱۱۳۔ الزیلعی، **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**، ۴:۸۷

Al-Zayl'ī, *Tabyīn al-Haqā'iq Sharḥ Kanz al-Daqā'iq,* 4: 87.

۱۱۴۔ ابن تیمیہ، تقی الدین(۷۲۸ھ)، **الاختیارات الفقهیہ**،(دار المعرفة، بیروت، ۱۹۷۸)، ص:۶۴۷ **[لِأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ الصِّحَّةُ]**

Ibn Taymiya, Taqi al-Din. *Al-Ikhtiyārāt al-Fiqhiyyah*. (Beīrūt: Dar al-Ma'rifah, 1987), P: 647.

۱۱۵۔ ابن القیم، **اعلام الموقعین**، ۱:۲۵۹ **[وَأَنَّ الْأَصْلَ فِي الْعُقُودِ وَالشُّرُوطِ الصِّحَّةُ إِلَّا مَا أَبْطَلَهُ الشَّارِعُ أَوْنَهَى عَنْهُ]**

Ibn al-Qayyim. *I'lām al-Muwaqi'īn 'an Rabbil Ālamīn*. 1: 259.

۱۱۶۔ زیدان، عبد الکریم، **الوجیز فی اصول الفقہ**،(مؤسسہ قرطبہ، القاہرہ)، ص:۱۴۸ [معتزلہ میں سے نظام، اور کچھ خوارج اجماع کو دلیل شرعی تسلیم نہیں کرتے۔ جبکہ شیعہ اور ظاہری قیاس کو دلیل شرعی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن مذاہب اربعہ ااور امت کی اکثریت قرآن وسنت کے بعد اجماع اور قیاس دونوں کو دلیل شرعی تسلیم کرتے ہیں]۔

Zaidān, 'Abdul Karīm. *Al-Wajīz fī Uṣūl al-Fiqh*. (Qahirah: Mu'assassah Qartabah), P: 148.